مُصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی (گولڈ میڈلسٹ)

خُلفائے اعلیٰ حضرتؒ

مرتب

محمد عبدالستار طاہر

3979

رضا اکیڈمی

لاہور

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

UNIVERSITY OF THE PUNJAB

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ----------------------

BOOK NO ----------------------

S-369—Punjab University Press 10,000—29-1-2003

Marfat.com

خلفائے اعلیٰ حضرت

3979

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، گولڈ میڈلسٹ پی۔ایچ۔ڈی،

مرتب

محمد عبدالستار طاہر

ناشر

رضا اکیڈمی لاہور

Marfat.com

87244

سلسلہ مطبوعات نمبر 144

کتاب ـــــــ خلفائے اعلیٰ حضرت

مصنف ـــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم۔اے۔پی ایچ ڈی)

مرتب ـــــــ محمد عبدالستار طاہر

صفحات ـــــــ ۱۳۷

ناشر ـــــــ رضا اکیڈمی لاہور

اشاعت ـــــــ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء

تعداد بار اول ـــــــ دو ہزار

نگران کمپوزنگ ـــــــ محمد سعید مجاہد آبادی

مطبع ـــــــ احمد سجاد آرٹ پریس موہنی روڈ لاہور

ھدیہ ـــــــ دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸/۴۲، حبیب بنک

دھرم پورہ برانچ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات دس روپے کے ڈاک
ٹکٹ ارسال کریں!!

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ چاہ میراں لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰، فون نمبر ۷۶۵۰۴۴۰

03

Marfat.com

ذخیرہ
3979

انتساب

قوتِ عشق کے نام

جس کے پھیلاؤ میں زمین و آسمان کی ہر کائنات
سمٹ آئی ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اُجالا کر دے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترتیب

		صفحہ نمبر
۱۔	ابتدائیہ --- محمد عبد الستار طاہر	۵
۲۔	لمعات آفتاب رضویت ---- محمد عبد الستار طاہر	۹
۳۔	افتتاحیہ --- خلفائے اعلیٰ حضرت ---- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۲۱
۴۔	حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی	۴۴
۵۔	تقدیم --- تذکرۂ جمیل (احوال حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی)	۴۷
۶۔	شہزادہ امام احمد رضا مفتی اعظم ہند	۶۲
۷۔	مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی	۷۶
۸۔	صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی	۸۲
۹۔	صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی	۸۴
۱۰۔	عبد الباقی برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری	۹۵
۱۱۔	تقدیم --- جذبات برہان (احوال مولانا برہان الحق جبل پوری)	۹۸
۱۲۔	مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی قادری	۱۰۶
۱۳۔	علامہ محمد ظفر الدین رضوی قادری بہاری	۱۱۵
۱۴۔	حضرت محدث کچھوچھوی ---- چند یادیں	۱۱۹
۱۵۔	مولانا قاضی عبد الوحید عظیم آبادی	۱۲۱
۱۶۔	علامہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی مدنی	۱۳۲
۱۷۔	علامہ مفتی تقدس علی خاں	۱۳۰
۱۸۔	کتابیات	۱۳۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

3979

ابتدائیہ

ہر کام کے ہونے کا وقت مقرر ہے۔ وہ اسی وقت ظہور میں آتا ہے جب مشیت ایزدی ہو۔ خواہ حالات کچھ بھی ہوں، وہ مسبب الاسباب غیب سے سامان کر دیتا ہے۔

اسلاف کے حالات اخلاف کے لئے روشن مینار ہیں۔ نئی نسل کو ان کے حالات سے باخبر رکھنا، ان کے حالات کو محفوظ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ پچھلوں کے حالات سے خبر رکھنے والے ایک ایک کر کے محفل جہاں سے اٹھتے جا رہے ہیں..... آنے والے دنوں میں اگلے اپنے پچھلوں کے نام سے واقف تو ہوں گے مگر شائد ان کے افکار و نظریات اور حالات سے ناآشنا۔

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی زندگی کے پچیس سال امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ پر تحقیق کرتے ہوئے گزارے ہیں۔ انہوں نے گاہ بہ گاہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تربیت یافتگان یعنی خلفاء و تلامذہ پر بھی لکھا ہے۔ اس موضوع پر انہوں نے سب سے پہلے میاں محمد صادق قصوری صاحب کی مرتبہ تحقیقی کتاب "خلفائے اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء کے لئے ضخیم تقدیم رقم فرمائی۔ یہ

Marfat.com

تقدیم ۱۹۷۶ء میں سینہ قرطاس کی زینت بنی۔ لیکن کتاب کے ساتھ کراچی سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔ موضوع کے اعتبار سے اس تقدیم کی بڑی اہمیت ہے۔ آپ نے مختلف خلفاء کے بارے میں چیدہ چیدہ لکھا ہے۔

"لمعات خلفائے اعلیٰ حضرت" کے عنوان سے خلفائے اعلیٰ حضرت پر تحقیق کا جائزہ بھی شامل کتاب ہے، جس کی روشنی میں خلفائے اعلیٰ حضرت کی فہرس حتمی شکل میں سامنے آتی ہے۔ یہ کتاب رضویات کے باب میں ایک اہم اضافہ ہے۔

خلفائے اعلیٰ حضرت کی کمپوزنگ اور طباعت تک کی مساعی کا کریڈٹ صالح جوان رعنا برادرم ملک محمد سعید صاحب مجاہد آبادی کو جاتا ہے، جن کی توجہ دلانے سے یہ اہم کام سرانجام پا سکا۔ حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ نے اعلیٰ حضرت کے تلامذہ، احباب اور معاصرین کے حالات مختلف مقامات پر حواشی میں تحریر فرمائے ہیں۔ انہیں برادرم ملک محمد سعید صاحب مجاہد آبادی، ناظم ادارہ مظہر اسلام لاہور مرتب کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ "**مسعود ملت پر تحقیق --- ایک جائزہ**" کے عنوان سے بھی کام کر رہے ہیں۔

دورۂ لاہور کے دوران حضرت مسعود ملت نے محترم بزرگوارم ملک نور محمد صاحب کو ان کے دولت کدہ پر ۱۳ جون ۱۹۹۶ء کو ان کے ہونہار، فرماں بردار، اہل اللہ سے محبت رکھنے والے لائق فرزند کی سعادت مندی کی مبارک باد دی۔ بلاشبہ برادرم سعید صاحب سراپا سعید ہیں۔ مجسم سعادت و خلوص ہیں، پیکر محبت و وفا ہیں۔ اپنے حلقہ احباب میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ہمہ وقت، ہمہ جہت سرگرم عمل ہیں۔۔ مبارک ہیں، وہ والدین جن کی تربیت نے برادرم سعید صاحب کو ان کے لئے سراسر نعمت بنا دیا، اور انہیں اپنے شیخ کی نگہ کرم بار سے ثمربار کر دیا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

Marfat.com

رضا اکیڈمی لاہور قبلہ حضرت صاحب مسعود ملت کی اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ رضا اکیڈمی کی ان کوششوں کو قبول و منظور فرمائے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اکیڈمی کے تمام وابستگان کو دارین میں سرفراز فرمائے۔ آمین

احقر العباد

محمد عبد الستار طاہر

معرفت

ماڈرن پلاسٹک سٹور

E-III/A' پیر کالونی۔ والٹن

لاہور کینٹ۔ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

۱۶ جون ۱۹۹۶ء

۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

Marfat.com

لمعاتِ آفتابِ رضویت

از محمد عبدالستار طاہر

ہمارے اسلاف عظیم الشان ہیں' ہماری تاریخ شاندار ہے۔۔ ہم جتنا فخر کریں کم ہے' ہم جتنا ناز کریں کم ہے مگر ہم بے خبر ہیں' ہم کو باخبر ہونا چاہئے۔۔۔ ہم سو رہے ہیں' ہم کو جاگنا چاہئے۔۔۔ اللہ اکبر! کیسی کیسی عظیم ہستیاں نظروں سے اوجھل ہو گئیں!

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ جیسی مایہ ناز شخصیت جس نے ایک عہد کو متاثر کیا۔۔۔ بلکہ یوں کہئے کہ ایک زمانے کو کئی زمانوں تک کے لئے مسخر کر لیا۔ اس یگانہ روزگار ہستی کے تربیت یافتہ کس پائے کے ہوں گے۔ حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلفاء کے بارے میں مجمل طور پر ذکر فرمایا ہے:۔

"مولانا بریلوی کے خلفاء پاکستان و ہندوستان' حجاز مقدس اور دوسرے بلاد اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے"۔[1]

ان خلفاء کی علمی ثقاہت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے حالات و خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ افسوس ابھی تک کماحقہ کام نہیں کیا گیا۔ ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے آسمان علم و دانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سمیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفاء پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے' لیکن راہ میں بہت سے کٹھن مرحلے ہیں' ان کو طے کرنا آسان نہیں"۔[2]

۱۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی مطبوعہ سیالکوٹ' ۱۹۸۱ء

۲۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'خلفائے اعلیٰ حضرت' محررہ ۱۹۷۶ء مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

مزید ذکر فرماتے ہیں:۔

"کتاب خلفائے اعلیٰ حضرت" میں میاں محمد صادق قصوری صاحب نے ابتداء میں ۵۳ خلفاء کے حالات شامل کئے تھے۔ بعد میں مولانا جلال الدین قادری زید مجدہ نے ۳۰ خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یوں ۸۳ خلفاء کا ذکر آگیا۔۔۔ بعض کے حالات مفصل اور بعض کے مجمل، ماسوائے چند ایک کے تمام خلفاء کا تعلق پاک و ہند سے ہے۔ اگر تمام خلفاء عرب کو بھی شامل کر لیا جاتا تو یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے دوگنی ہو جاتی۔ کیوں کہ ان خلفاء کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ البتہ ان کے حالات کا پاکستان میں دستیاب ہونا ذرا مشکل ہے۔ اس کے لئے تلاش و جستجو اور محنت کی ضرورت ہے، اگر حرمین شریفین کے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو یہ کام قدرے آسانی سے ہو سکتا ہے"۔ ۳

خلفائے اعلیٰ حضرت کے ذیل میں حضرت مسعود ملت رقم طراز ہیں:۔

"ہندوستان و پاکستان اور ممالک اسلامیہ خصوصاً" حرمین شریفین میں مولانا بریلوی کے بکثرت خلفاء تھے، جن کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز ہے"۔ ۴

ایک اور جگہ قدرے تفصیل سے لکھتے ہیں:۔

"فاضل بریلوی کے بے شمار خلفاء تھے جو پاک و ہند اور حرمین شریفین میں پھیلے ہوئے تھے۔۔ "الاجازت المتنیہ" کے مطالعہ سے حرمین شریفین میں آپ کے خلفاء کی تعداد کا ایک سرسری اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے سات مختلف سندیں تحریر فرمائیں جو صاحب جازت کے نام اور مرتبے کے لحاظ سے معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ عنایت کی گئیں۔

المتینہ

۳۔ ایضاً

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

Marfat.com

(ا) پہلی سند شیخ محمد عبدالحیٔ ابن الشیخ الکبیر السید عبدالکبیر الکتانی الحسنی المکی (م۔ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء)۵ کو عنایت فرمائی۔

(ب) دوسری سند شیخ اسماعیل خلیل مکی آفندی (م۔ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)۶ کے لئے مرحمت فرمائی:۔

۱۔ شیخ مصطفیٰ خلیل مکی آفندی (م۔ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)۷

۲۔ شیخ مامون البری المدنی

۳۔ شیخ عبدالرحمٰن

۴۔ شیخ عابدین حسین مفتی مالکیہ (م۔ ۱۳۴۱ھ)۸

۵۔ شیخ علی بن حسین

۶۔ شیخ جمال بن محمد الامیر مرزوقی

۷۔ شیخ عبداللہ بن ابی الخیر میرداد

۸۔ شیخ بکر رفیع

۹۔ شیخ ابی حسین مرزوقی

۱۰۔ شیخ اسعد الدھان

۱۱۔ شیخ علی بن حسین

۱۲۔ شیخ عبداللہ دحلان (م۔ ۱۳۳۶ھ)۹

۱۳۔ شیخ حسن العجمی

۱۴۔ شیخ الدلائل سید محمد سعید

۱۵۔ شیخ عمر المحروسی

۱۶۔ شیخ عمر بن حمدان

۵۔ اختر شاہجہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی
۷۔ ایضاً
۸۔ میاں صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء
۹۔ ایضاً

Marfat.com

(ج) تیسری سند شیخ احمد خضراوی المکی (م۔۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء)[۱۰] کو عنایت فرمائی۔

(د) چوتھی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو عنایت فرمائی۔

۱۷۔ شیخ ابوالحسن محمد المرزوقی

۱۸۔ شیخ حسین المالکی

۱۹۔ شیخ علی بن حسین

۲۰۔ شیخ محمد جمال

۲۱۔ شیخ صالح کمال مکی (م۔۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء)[۱۱]

۲۲۔ شیخ عبداللہ میرداد

۲۳۔ شیخ احمد ابی الخیر میرداد

۲۴۔ سید سالم بن عیدروس (م۔۱۳۲۷ء)[۱۲]

۲۵۔ سید علوی بن حسن

۲۶۔ سید ابوبکر بن سالم

۲۷۔ شیخ محمد بن عثمان رحلان

۲۸۔ شیخ محمد یوسف

(ھ) پانچویں سند شیخ عبدالقادر کردی مکی (م۔۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء)[۱۳] کو مرحمت فرمائی۔

(و) چھٹی سند شیخ محمد بن سید ابی بکر الرشیدی کو مرحمت فرمائی۔

(ز) ساتویں سند شیخ محمد سعید بن سید محمد المغربی کو عنایت فرمائی۔

۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

۱۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

نوٹ :۔ علامہ اختر شاہجہان پوری نے سیرت امام احمد رضا' مطبوعہ لاہور میں شیخ صالح کمال کا سن وفات ۱۹۰۷ء لکھا ہے۔

۱۲۔ مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: خلفائے اعلیٰ حضرت 'مطبوعہ کراچی' ۱۹۹۲ء

۱۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

Marfat.com

یہ وہ علماء حرمین ہیں جن کو تحریری اجازت نامے عنایت فرمائے۔ بہت سے حضرات کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی کہ ان کی تعداد کا علم نہیں۔ ۱۴ مذکورہ بالا چونتیس خلفائے حرمین شریفین کے علاوہ حضرت مسعود ملت نے ایک جگہ مزید یہ نام بھی لکھے ہیں:۔

۱۔ شیخ حسین جلال مکی

۲۔ سید علوی بن حسین

۳۔ شیخ فرید مکی ۱۵ (م۔ ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء) ۱۶

حرمین شریفین کے علاوہ پاک و ہند میں بھی فاضل بریلوی کے بکثرت خلفاء ہیں۔ جن حضرات کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے' وہ یہ ہیں:۔

۱۔ مولانا حامد رضا خاں (م۔ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)

۲۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں (م۔ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ / ۳ نومبر ۱۹۸۱ء)

۳۔ مولانا محمد ظفرالدین بہاری (م۔ ۱۳۸۲ / ۱۹۶۲ء) ۱۷

۴۔ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری (م۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء) ۱۸

۵۔ مولانا امجد علی اعظمی برکاتی (م۔ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)

۶۔ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م۔ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) ۱۹

۷۔ مولانا شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی (م۔ ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) ۲۰

۸۔ مولانا شاہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی (م۔ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۵۵ء) ۲۱

۹۔ مولانا عبدالاحد قادری پیلی بھیتی ۲۲ (م۔ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء) ۲۳

۱۴۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

۱۵۔ علامہ اختر شاہ جہان پوری نے "سیرت امام احمد رضا" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء میں شیخ فرید مکی کا نام شیخ عبداللہ فرید لکھا ہے۔

۱۶۔ محمد مسعود احمد: پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ محمد مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم' خلفائے اعلیٰ حضرت محررہ ۱۹۷۶ء

۱۹۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

۲۰۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم' خلفائے اعلیٰ حضرت محررہ ۱۹۷۶ء

۲۱۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

۲۲۔ اختر شاہجہان پوری' علامہ: سیرت امام احمد رضا' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۲۳۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم 'الملفوظ' مطبوعہ کراچی

Marfat.com

۱۰۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (م۔ ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء) ۲۴

۱۱۔ مولانا محمد رحیم بخش آروی شاہ آبادی ۲۵ (م۔ ۴/ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء)

۱۲۔ مولانا لعل محمد خاں مدراسی (م۔ ۱۳۳۹ھ / ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء)

۱۳۔ مولانا عمر بن ابوبکر کھتری، ساکن شہر پور بندر ۲۶

۱۴۔ مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی (م۔ ۴ ذی الحج ۱۴۰۱ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء)

۱۵۔ مولانا محمد شفیع بیسل پوری (م۔ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ)

۱۶۔ مولانا محمد حسنین رضا خاں (م۔ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ / ۱۴ دسمبر ۱۹۸۱ء)

۱۷۔ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں (م۔ ۶ ربیع الاخر ۱۳۷۰ھ / ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء)

۱۸۔ مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں (م۔ ۱۹ ربیع الاخر ۱۳۸۱ھ / ۲ اگست ۱۹۶۱ء)

۱۹۔ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی (م۔ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ / یکم اگست ۱۹۵۹ء)

۲۰۔ مولانا احمد حسین امروہوی (م۔ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۶۱ھ / ۱۱ اگست ۱۹۵۹ء)

۲۱۔ مولانا عبدالسلام صدیقی جبل پوری ۲۷ (م۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ / ۳ فروری ۱۹۵۳ء)

۲۲۔ مولانا برہان الحق محمد عبدالباقی جبل پوری (م۔ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء)

۲۳۔ سید فتح علی شاہ، پنجابی ۲۸ کھروٹہ سیداں ۲۹ (م۔ ۸ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ / ۱۸ جنوری ۱۹۵۸ء)

۲۴۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (م۔ ۱۳۹۸ھ / ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء)

۲۵۔ مولانا عمر الدین ہزاروی (م۔ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)

۲۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم خلفائے اعلیٰ حضرت، محررہ ۱۹۷۶ء

۲۵۔ اختر شاہ جہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور

۲۸۔ اختر شاہ جہان پوری، علامہ سیرت امام احمد رضا مطبوعہ، لاہور ۱۹۸۸ء

۲۹۔ بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی

نوٹ:۔ نمبر شمار ۱۰ تا ۲۳ کے سنین وفات "خلفائے اعلیٰ حضرت" سے لئے گئے ہیں۔

Marfat.com

۲۶۔ مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی (م۔ ۲۶ شوال المکرم ۱۳۶۷ھ / یکم ستمبر ۱۹۴۸ء)

۲۷۔ مولانا میر مومن علی مومن جنیدی (م۔ ۱۹۸۴ء)

۲۸۔ پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (م۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ / ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

۲۹۔ قاری محمد بشیرالدین جبل پوری ۳۰ (م۔ ۲ شوال المکرم ۱۳۲۶ھ)

۳۰۔ مولانا عبدالسلام باندوی (م۔ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء) ۳۱

۳۱۔ مولانا سید نورالحسن نگینوی (م۔ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء) ۳۲

۳۲۔ مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی ۳۳ (م۔ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) ۳۴

۳۳۔ مولانا محمد حبیب الرحمٰن پیلی بھیت' (م۔ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۳ء) ۳۵

۳۴۔ قاضی عبدالوحید عظیم آبادی (م۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) ۳۶

خلفاء کے ضمن میں حضرت مسعود ملت نے اپنی نگارشات میں گاہے بگاہے جو ذکر فرمایا ہے۔ وہ ۱۹۷۳ء تا ۱۹۸۱ء کے عرصہ تک محیط ہے۔ یعنی "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء سے خلفاء اعلیٰ حضرت کا ذکر شروع ہوتا ہے اور پھر ضمناً "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء میں ذکر ملتا ہے۔ اس دوران میں کچھ نئی معلومات بھی در آئی ہیں۔ اس کے برعکس "خلفائے اعلیٰ حضرت" جسے میاں محمد صادق قصوری صاحب نے مرتب کیا تھا' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی ایڈیٹنگ کے بعد

۳۰۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
۳۱۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم' خلفائے اعلیٰ حضرت' محررہ ۱۹۷۶ء
۳۲۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
۳۳۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا' مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۸ء
۳۴۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم' الملفوظ' مطبوعہ کراچی
۳۵۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم' خلفائے اعلیٰ حضرت' محررہ ۱۹۷۶ء
۳۶۔ ایضاً

نوٹ:۔ نمبر شمار ۲۲ تا ۲۸ کے سنین وفات "خلفائے اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی سے لئے گئے ہیں۔

Marfat.com

۱۹۹۲ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ اس لئے اس میں نسبتاً معلومات زیادہ وقیع ہیں۔ لہٰذا پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں:۔

"۲۵، ۳۰ سے زیادہ نام علم میں آئے ہیں کہ ان کو اعلیٰ حضرت سے خلافت حاصل رہی۔ مگر یا تو ان کے حالات قطعی میسر نہ ہو سکے اور اگر حالات میسر ہوئے بھی تو ان کی خلافت پر شواہد زیادہ حاصل نہ ہو سکے، جس کی وجہ سے کئی اہم اور معروف شخصیات کو ان کے خلفاء میں شمار نہیں کیا جا سکا مثلاً

۱۔ مولانا وصی احمد محدث سورتی (م۔ ۸ جمادی الاخر ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱٦ء) ۳۷
۲۔ مولانا حشمت علی خان لکھنوی (م۔ ۱۳۸۰ھ / ۱۹٦۰ء) ۳۸
۳۔ مولانا حسن رضا خاں (م۔ 3 شوال المکرم ۱۳۲٦ھ / ۹۔ ۱۹۰۸ء) ۳۹
۴۔ مولانا محمد رضا خاں
۵۔ مولانا حکیم سید محمد عزیز غوث بریلوی (م۔ ۱۳٦۳ھ / ۱۹۴۳ء) ۴۰
٦۔ مولانا ایوب علی
۷۔ مولانا عبد الباری لکھنوی
۸۔ مولانا عرفان علی بیسل پوری
۹۔ مولانا سلطان احمد خان وغیرہم۔ ۴۱

حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے جن خلفاء کا ذکر فرمایا ہے، اس کام کو میاں محمد صادق قصوری صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے آگے بڑھایا ہے۔ بالخصوص پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے خلفاء اعلیٰ حضرت پر یہ مقالات بھی لکھے ہیں:۔

۳۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۷۸ء
۳۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۸ء
۳۹۔ اقبال احمد قدری اختری، مولانا: ذکر حسن بریلوی اور اصحاب فکر و نظر ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، حسن بریلوی نمبر ۱۹۹۴ء
۴۰۔ اختر شاہ جہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
۴۱۔ مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: عرض مؤلف، خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

۱۔ امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۔ امام احمد رضا اور علمائے کراچی' مطبوعہ کراچی لاہور ۱۹۹۴ء

۳۔ امام احمد رضا اور علمائے بہاولپور' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۴۔ امام احمد رضا اور علمائے سندھ' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۵۔ امام احمد رضا اور علمائے لاہور' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

اگرچہ حضرت مسعود ملت نے ۷۳ خلفائے عرب و افریقہ کے نام لکھے ہیں۔ خلفائے عرب و افریقہ پر میاں محمد صادق قصوری صاحب اور خلفائے پاک و ہند پر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے لکھا ہے۔ یہاں قارئین کی معلومات کے لئے بقیہ خلفاء کے نام دیئے جا رہے ہیں جو کہ اضافہ کا حکم رکھتے ہیں:۔

۱۔ الشیخ السید حسین جمال بن عبد الرحیم

۲۔ السید حسین مدنی بن سید عبد القادر شامی

۳۔ السید محمد ابراہیم مدنی

۴۔ الشیخ محمد سعید بن محمد بالسبمل مفتی شافعیہ

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ واضح کر دوں کہ حضرت مسعود ملت نے جو فہرس لکھی ہے' اس کے مطابق یہ نام میاں محمد صادق قصوری صاحب کی فہرس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ نام ان پر اضافہ ہیں۔ یہ الگ بات کہ ان خلفاء کے حالات نہ مل سکے ہوں:۔

۱۔ شیخ عبد الرحمٰن

۲۔ شیخ ابی حسین مرزوقی

۳۔ شیخ عمر المحروسی

۴۔ شیخ عمر بن حمدان ۴۲

۴۲۔ واضح رہے کہ شیخ عمر المحروسی اور شیخ عمر بن حمدان دو الگ الگ شخصیات نہیں ہیں بلکہ بمطابق "خلفائے اعلیٰ حضرت" یہ ایک ہی شخص "شیخ عمر بن حمدان المحروسی" ہیں۔ البتہ علامہ اختر شاہجہان پوری نے "سیرت امام احمد رضا" مطبوعہ' لاہور ۱۹۸۸ء میں انھیں دو علیحدہ علیحدہ شخصیات شمار کیا ہے۔

Marfat.com

۵۔ شیخ علی بن حسین ۴۳

۶۔ شیخ ابو الحسن محمد المرزوقی

۷۔ شیخ حسین المالکی

۸۔ شیخ احمد ابی الخیر میرداد

اسی طرح سے خلفائے پاک و ہند کے جو نام حضرت مسعود ملت کے حوالہ سے ملتے ہیں، وہ گزشتہ سطور میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان کے علاوہ جو نام "خلفائے اعلیٰ حضرت" میں مذکور ہیں، وہ یہ ہیں:۔

۱۔ مولانا احمد بخش صادق (م۔ ۲ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ / ۱۳ جون ۱۹۴۵ء)

۲۔ مولانا جمیل الرحمٰن قادری بریلوی

۳۔ مولانا سید محمد حسین بریلوی

۴۔ مولانا حامد علی فاروقی (م۔ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ)

۵۔ مولانا رحم الٰہی منگوری (م۔ صفر ۱۳۶۳ھ)

۶۔ مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی (م۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ)

۷۔ مولانا عبد الحق پیلی بھیتی (م۔ ۱۳۶۱ھ)

۸۔ مولانا عبد الحیٔ پیلی بھیتی (م۔ جون ۱۹۴۰ء)

۹۔ مولانا عبد العزیز بجنوری (م۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ)

۱۰۔ مولانا عزیز الحسن پھپھوندی (م۔ ۱۳۴۲ھ)

۱۱۔ مولانا سید عبد الرشید مظفر پوری

۱۲۔ قاضی شمس الدین جونپوری

۱۳۔ سید غلام جان جام جودھپوری ۴۴

۱۴۔ مولانا محمد اسماعیل فخری (م۔ ۱۳۷۱ء)

۴۳۔ حضرت مسعود ملت نے شیخ علی بن حسین کا نام بحوالہ "الاجازت المتینہ" تین بار لکھا ہے۔ دوسری سند کے ذیل میں شیخ علی بن حسین دوبار اور چوتھی سند کے ذیل میں ایک بار مذکور ہے، ممکن ہے یہ تینوں حضرات مختلف ہوں، یا پھر ایک ہی ذات سہ بار مذکور ہے اور شاید شیخ حسین المالکی بھی یہی ہوں۔

۴۴۔ اختر شاہجہانپوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

Marfat.com

۱۵۔ حاجی کفایت اللہ

۱۶۔ سید محمد محدث کچھوچھوی (م۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ / ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء)

۱۷۔ مولانا مشتاق احمد کانپوری (م۔ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

۱۸۔ مولانا نثار احمد کانپوری (م۔ اپریل ۱۹۳۱ء)

۱۹۔ مولانا یقین الدین (م۔ ۱۱ جمادی الاخر ۱۳۷۰ء)

۲۰۔ مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی (م۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء)

مذکورہ بالا ناموں کے علاوہ جن ناموں کا ذکر "خلفائے اعلیٰ حضرت" میں نہیں ملتا' مگر حضرت مسعود ملت نے ان کی نشاندہی فرمائی ہے:۔

۱۔ مولانا عمر بن ابوبکر

۲۔ مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی 45 (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)

اسی طرح علامہ اختر شاہجہان پوری صاحب نے خلفاء کے ذیل میں درج ذیل نام بھی لکھے ہیں۔

۱۔ مولانا سید علی اکبر شاہ علی پوری

۲۔ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں (م۔ ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۶۵ء) ۴۶

۳۔ علامہ ابو الفیض قلندر علی سہروردی لاہوری (م۔ ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء)

یہ نام حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے مذکورہ خلفاء میں شامل نہیں ہیں' عین ممکن ہے کہ بعد کی تحقیق نے ان شخصیات کو خلفاء کی صف میں شمار نہ کیا ہو۔

اس تقابل سے قارئین کرام کے سامنے تادم تحریر خلفائے اعلیٰ حضرت کی حتمی فہرس سامنے آتی ہے' جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ بیان کیا گیا کہ بعض خلفاء ایسے بھی تھے جنہیں اعلیٰ حضرت نے زبانی خلافت عطاء فرمائی لیکن ان کے بارے میں معلومات سامنے نہیں ہیں' لیکن

۴۵۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا' مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۸ء

۴۶۔ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی' علامہ: تذکرہ جمیل' مطبوعہ ۱۹۹۱ء بریلی شریف

Marfat.com

تحقیق کا باب کھلا ہے۔ جابجا بکھرے ہوئے ان گوہرہائے آبدار کو اکٹھا کرنا اگرچہ بہت دشوار ہے لیکن اصل میں حق محنت اسی دشواری کو ہی دور کرنا ہے۔ یہ جواہر ریزے سمیٹ کر تائید ایزدی سے کوئی بھی ان پر اضافہ کر سکتا ہے۔

تاریخ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ' ان کے صاحبزادوں' خلفاء اور تلامذہ نے اسلام اور پاکستان کے لئے دامے' درمے' قدمے' سخنے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی بے لوث خدمات کا ہم پر حق ہے کہ ان پر تحقیق کر کے ہم ان کی سیرتیں اجاگر کریں اور ان سیرتوں کی روشنی میں اپنی سیرت کی تعمیر کریں۔

محررہ

محمد عبدالستار طاہر عفی عنہ

لاہور۔ کینٹ

۱۴ ربیع الاول شریف ۱۴۱۷ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۹۶ء

Marfat.com

افتتاحیہ

خلفائے اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کو اپنے دور میں جو ہمہ گیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی غالباً" معاصرین علماء و صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔ آپ کے خلفاء کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ایک طرف صوبہ مدراس میں صوبہ بنگال اور صوبہ بہار میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف صوبہ پنجاب' صوبہ سرحد اور بلوچستان اور تیسری طرف صوبہ سندھ (پاکستان) اور صوبہ راجستھان میں۔ صوبہ سی۔ پی اور یو۔ پی تو گویا آپ کے زیر نگیں تھے۔ دائرہ خلفاء کی یہ ہمہ گیری شاید معاصرین صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔ آپ کے خلفاء پاک و ہند میں مختلف شہروں میں موجود تھے۔ مثلاً" بنگلور' مدراس' کلکتہ' عظیم آباد' جبل پور' آرہ' محمود آباد' میرٹھ' مراد آباد' بجنور' نگینہ' باندہ' اعظم گڑھ' کچھوچھ' پیلی بھیت' الور' پرتاب گڑھ' کوٹلی لوہاراں' کراچی' کھروڈہ' سیالکوٹ' لاہور' آگرہ' مکھڈ وغیرہ وغیرہ۔ پھر نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلاد عرب' افریقہ اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء موجود تھے۔ مثلاً" مدینہ منورہ' مکہ معظمہ' طرابلس' فابلس' وغیرہ [1]

۱۔ حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں۔
(ا) احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لبلجل مکتہ البہیہ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) قلمی
(ب) حامد رضا خاں' الاجازۃ المتینہ لعلاء مکتہ والمدینہ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) قلمی
(ج) محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

Marfat.com

ظاہر ہے کہ ان خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہنچایا ہو گا۔ یہی وجہ ہے پاک و ہند میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں۔

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) کے مریدین و معتقدین تو تقریباً" تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خصوصاً" ان ممالک میں بکثرت ہیں۔ ترکی' شام' مصر' عراق' یمن' لیبیا' الجزائر' سوڈان' افریقہ اور انگلستان۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت فاضل بریلوی کی شہرت و مقبولیت میں ان کے محیرالعقول علم و فضل اور روحانیت کے علاوہ ان کے خلفاء کی مساعی کا پورا پورا دخل ہے۔ ایک بات اور قابل توجہ ہے' اکثر بزرگوں کے خلفاء میں چند ہی چمکتے ہیں' سب کے سب نہیں چمکتے' لیکن فاضل بریلوی کے بیشتر خلفاء علم و عمل کے درخشاں آفتاب نظر آتے ہیں' اس سے خود فاضل بریلوی کی عظیم شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ عظیم انسان ہی عظیم تاثیر رکھتے ہیں۔

حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال ہے (Dynamic) تھی' اس بلا کی حرکت اور جہد و عمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ آپ نے یہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا' چنانچہ اکثر خلفاء علم و عمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں۔ انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیہ والتسلیم کا سچا فدائی و پرستار بنایا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے تبلیغی دورے کئے۔ تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے' اخبارات و رسائل جاری کئے۔ جن خلفا نے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ

آپ نے ناگپور میں علی گڑھ کے توڑ پر مدرستہ العلوم مسلمانان قائم کیا جو غالباً" سی پی میں پہلا دینی مدرسہ تھا۔

87244

Marfat.com

۲۔ قاضی عبدالوحید عظیم آبادی علیہ الرحمۃ (۱۳۲۶ھ - /۱۹۰۸ھ) آپ نے عظیم آباد (بہار) میں مدرسہ حنفیہ قائم کیا اسی مدرسہ کے پہلے سالانہ اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی نے شرکت فرمائی، حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ نے اس اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی کو "مجدد مائۃ حاضرہ" کے لقب سے پہلے پہل یاد کیا جس پر بعد میں علماء حرمین شریفین نے صاد کیا، مثلاً "یہ علماء:۔

موسیٰ علی شامی، شیخ حسن بن عبدالقادر، سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ

۳۔ مولانا رحیم بخش آروی علیہ الرحمۃ (۴۔۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء)

آپ نے آرہ (بہار) میں "مدرسہ فیض الغرباء" قائم کیا، مشہور و معروف مورخ و ادیب سید سلیمان ندوی آپ کے تلامذہ میں تھے۔

۴۔ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمۃ (۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء)

آپ نے الور (راجستھان) میں ۱۹۰۷ء میں "مدرسہ قوت الاسلام" قائم کیا، پھر ایک عرصہ بعد ۱۹۲۴ء میں لاہور (پنجاب) میں "دارالعلوم حزب الاحناف" کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا جس نے پاک و ہند میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور دے رہا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے پاکستان کے جلیل القدر عالم و مفتی حضرت مولانا سید احمد ابوالبرکات علیہ الرحمۃ (جو خود حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے) اس ادارے کے نگراں اور ناظم اعلیٰ رہے، اب ان کے صاحبزادے مولانا مفتی محمود احمد رضوی مدظلہ، اس کام کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

۵۔ مولانا شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)

آپ نے میرٹھ اور ڈربن میں یتیم خانے قائم کئے اور برما میں ایک اسکول قائم کیا اس کے علاوہ مانڈو میں ایک دینی درسگاہ قائم کی۔

۶۔ مولانا محمد حبیب الرحمن علیہ الرحمۃ (۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء)

آپ نے ۱۹۲۴ء میں پیلی بھیت میں "آستانہ شیریہ" کے نام سے ایک عربی مدرسہ قائم کیا۔

۷۔ مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ (۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)

Marfat.com

آپ نے میرٹھ میں "مسلم دار الیتامی والمساکین" قائم کیا۔

۸۔ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (م۔۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)

آپ نے بریلی شریف میں "مدرسہ منظر اسلام" کے قیام میں پوری کوشش کی۔ آپ ہی کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (ممبر قومی اسمبلی، پاکستان) نے کراچی میں "دار العلوم امجدیہ" کے نام سے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ قائم کیا جو نہایت اہتمام سے چل رہا ہے اور ملک کے ممتاز دینی مدرسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

۹۔ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)

آپ نے ۱۹۲۸ء میں مراد آباد میں مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۵۲ھ میں یہ مدرسہ "جامعہ نعیمیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس ادارے نے قابل ذکر خدمات انجام دیں، اسی ادارے کے تربیت یافتہ پاکستان میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۸ء میں آپ نے "جامعہ نعیمیہ" کے نام سے لاہور میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جو آج پاکستان کے معروف دینی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس وقت اس کے مہتمم و نگراں حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہ العالی ہیں۔ (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل)

۱۰۔ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ (م۔۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء)

آپ نے تقسیم ملک کے بعد کراچی میں ایک علمی و تبلیغی ادارہ قائم کیا، آپ کے فرزند ارجمند علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ، نے اس کو فروغ دیا، "انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ" اور "ورلڈ اسلامک مشن" کی بنیاد رکھی اول الذکر کا صدر دفتر کراچی میں ہے اور مؤخر الذکر کا بریڈ فورڈ (انگلستان) میں اور شاخیں پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہیں۔

حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمۃ[۲] (م۔۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) نے "جامعہ علیمیہ" کے نام سے کراچی

۲۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے انگریزی میں ایک بے نظیر و بے مثال کتاب لکھی ہے، عنوان یہ ہے
the Quranic foundation and Structure of Muslim Society. Karachi 1974
اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جو اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ ہے' مرحوم نے ایک ادارہ "ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن" کے نام سے بھی کراچی میں قائم کیا تھا۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے خلیفہ اور حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کے مرید مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی زید مجدہ' نے مارشس (افریقہ) کے شہر پورٹ لوئیس میں سنی رضوی سوسائٹی (جس کی شاخیں انگلینڈ' افریقہ اور پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم ہیں) اور "رضا اکیڈمی" کے نام سے علمی ادارے قائم کئے ہیں۔

الغرض حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء اور ان کی اولاد و تلامذہ و خلفاء نے تبلیغ و اشاعت دین کے لئے انتھک کوشش و جدوجہد کی۔ اس وقت فاضل بریلوی کے خلفاء تلامذہ اور پھر ان کے خلفاء و تلامذہ پاک و ہند خصوصاً" پنجاب و سندھ میں بڑا اہم کام انجام دے رہے ہیں۔ مثلاً"

(۱) کراچی میں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (ابن مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ)

(۲) کراچی ہی میں علامہ شاہ احمد نورانی (ابن مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ)

(۳) لاہور میں علامہ سید محمود احمد رضوی (ابن علامہ سید احمد ابوالبرکات علیہ الرحمہ)

(۴) کوٹلی لوہاراں میں مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی' (ابن علامہ محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ)

(۵) راولپنڈی میں مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (ابن مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ) یہ علماء اہل سنت و جماعت' تبلیغ و اشاعت میں ہر سطح پر اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

(۴)

پاکستان کے بیشتر مدارس عربیہ ایسے ہیں جنہیں حضرت فاضل بریلوی کے فیض یافتہ علماء چلا رہے ہیں۔ بخوف طوالت یہاں صرف چند مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

---

one of the fincet contufution that hadever mate to the underst ending of Islam.

اس تبصرے سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

صوبہ پنجاب

(۱) مدرسہ حزب الاحناف' لاہور (۲) جامعہ نظامیہ' لاہور (۳) جامعہ نعیمیہ' لاہور (۴) دارالعلوم رضویہ حنفیہ' عارف والا (۵) دارالعلوم حنفیہ فریدیہ' بصیرپور (۶) جامعہ قادریہ رضویہ' فیصل آباد (۷) جامعہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد (۸) جامعہ رضویہ مظہرالاسلام' فیصل آباد (۹) مدرسہ انوارالعلوم' ملتان (۱۰) مدرسہ اسلامیہ خیرالمعاد' ملتان (۱۱) مدرسہ مظہرالعلوم' ملتان (۱۲) جامعہ محمدیہ' محمدی شریف (۱۳) دارالعلوم حنفیہ' سیالکوٹ (۱۴) مدرسہ اویسیہ رضویہ' بہاولپور (۱۵) جامعہ رضویہ ضیاء العلوم' راولپنڈی (۱۶) مدرسہ اشرف المدارس' اوکاڑہ (۱۷) مدرسہ مظہریہ امدادیہ' بندیال (۱۸) دارالعلوم محمدیہ غوثیہ' بھیرہ (۱۹) دارالعلوم جامعہ حنفیہ قادریہ' محبوب آباد

صوبہ سندھ

(۲۰) دارالعلوم امجدیہ' کراچی (۲۱) دارالعلوم نعیمیہ' کراچی (۲۲) جامعہ تعلیمات اسلامیہ' کراچی (۲۳) دارالعلوم جامدیہ رضویہ' کراچی (۲۴) جامعہ رضویہ علیمیہ' کراچی (۲۵) جامعہ نوریہ رضویہ' کراچی (۲۶) شمس العلوم جامعہ رضویہ' کراچی (۲۷) جامعہ فریدیہ رضویہ' کراچی (۲۸) دارالعلوم سبحانیہ قادریہ' کراچی (۲۹) جامعہ رضا' کراچی (۳۰) جامعہ مجددیہ نعیمیہ' کراچی (۳۱) رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' حیدرآباد (۳۲) دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد (۳۳) جامعہ غوثیہ رضویہ' سکھر (۳۴) جامعہ راشدیہ' پیرجوگوٹھ

صوبہ سرحد

(۳۵) دارالعلوم قادریہ' مردان (۳۶) جامعہ غوثیہ' پشاور (۳۷) مدرسہ غوثیہ محمودیہ' مدین

صوبہ بلوچستان

Marfat.com

(۳۸) مدرسہ غوثیہ رضویہ' کوئٹہ (۳۹) دارالعلوم قادریہ قاسمیہ' خضدار (۴۰) دارالعلوم قاسمیہ' سبی (۴۱) دارالعلوم غوثیہ رضویہ' خضدار

آزاد کشمیر

(۴۲) مدرسہ جامعہ حنفیہ' بھیرہ (۴۳) سنی حنفی دارالعلوم' عباس پور (۴۴) دارالعلوم محمدیہ نظامیہ' میرپور

یہ تو صرف پاکستان کے معدودے چند مدارس عربیہ کی فہرست ہے۔ اگر اس فہرست میں پاکستان کے تمام سنی دینی مدارس اور ہندوستان و دیگر ممالک کے سنی ادارے شامل کر لئے جائیں تو یہ فہرست ایک قاموس کی شکل اختیار کر جائے گی۔ ضرورت ہے کہ کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں اور حضرت فاضل بریلوی کے زیر اثر جن مدارس نے تشکیل پائی ہے ان کی ایک جامع اور مستند تاریخ مرتب کریں۔

(۴)

علمی اور تدریسی میدان کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے صحافتی میدان میں قابل ذکر خدمات انجام دیں' خود فاضل بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ "الرضا" بریلی سے جاری ہوا جس کے متعلق مولانا محمد شبلی نعمانی (مصنف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم) لکھتے ہیں۔

> "مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ "الرضا" بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و حوض دیکھی ہیں' اس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ (الندوہ' اکتوبر ۱۹۱۴ء ص ۱۷ بحوالہ انوار الصوفیہ (قصور) جنوری و فروری ۱۹۷۶ء' ص ۳۳)

خلفاء میں جن حضرات نے میدان صحافت میں قدم رکھا' ان میں سے چند کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی نے ۱۳۱۵ھ میں "مخزن تحقیق" جاری کیا جو بعد میں "تحفہ حنفیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔

Marfat.com

(۲) مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی نے افریقہ سے ایک گجراتی اخبار "الاسلام" کے نام سے جاری کیا گیا۔

(۳) مولانا احمد حسین امروہی (م۔ ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء) نے ۱۸۹۴ء میں امروہہ میں پہلا پریس قائم کیا اور ایک رسالہ "گلدستہ نسیم چمن" جاری کیا۔

(۴) مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مراد آباد سے "السواد الاعظم" جاری کیا۔ جس نے ملک کی سیاسی اور دینی فضا پر بہت اچھا اثر مرتب کیا۔ موصوف ہی کے تلمیذ رشید مفتی محمد حسین نعیمی لاہور سے ماہنامہ "عرفات" نکال رہے ہیں اور دوسرے شاگرد رشید علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیرہ سے ماہنامہ "ضیائے حرم" نکال رہے ہیں۔ کراچی کا ماہنامہ "ترجمان اہلسنّت" پہلے پہل غالباً علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کی کوشش سے جاری ہوا تھا۔

(۵) مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) نے امرتسر سے ہفت روزہ "الفقیہ" جاری کیا' آپ ہی کے صاحبزادے مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی نے کوٹلی لوہاراں سے ماہنامہ "ماہ طیبہ" جاری کیا جو غالباً بند ہو گیا ہے۔

(۶) علامہ سید احمد ابوالبرکات رحمتہ اللہ علیہ نے لاہور سے ماہنامہ "رضوان" جاری کیا۔

۷۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے کراچی سے اخبار "المدینہ" جاری کیا' موصوف ایک انگریزی ماہنامہ "THE MESSAGE INTERNATIONAL" بھی جاری کر رہے ہیں' اور آپ ہی کی کوشش سے بریڈ فوڈ (انگلستان) میں "ورلڈ اسلامک مشن" کا صدر دفتر قائم ہوا' جہاں سے "الدعوۃ الاسلامیہ" نکل رہا ہے۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری نے "جامعہ علیمیہ" سے ماہنامہ "THE MINART" جاری کیا۔

مندرجہ بالا اخبارات و رسائل کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں سے بہت سے رسائل نکل رہے ہیں جو فاضل بریلوی کے خلفاء اور تلامذہ کے زیر اثر ہیں۔ مثلاً

Marfat.com

۱۔ ماہنامہ الحسن، پشاور

۲۔ ماہنامہ تاج، کراچی

۳۔ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور

۴۔ ماہنامہ فیض رضا، فیصل آباد

۵۔ ماہنامہ سلسبیل، لاہور

۶۔ ہفت روزہ مبصر، فیصل آباد

۷۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ

۸۔ پندرہ روزہ السواد الاعظم، لاہور

۹۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور

۱۰۔ ہفت روزہ الہام، بہاولپور

۱۱۔ ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور

۱۲۔ ماہنامہ سلطان العارفین، گکھڑ (گوجرانوالہ)

۱۳۔ ماہنامہ نعت، لاہور

ہندوستان اور انگلستان میں بھی اہلسنّت کے اخبارات و رسائل نکل رہے ہیں، ان میں چند ایک یہ ہیں:۔

۱۔ ماہنامہ استقامت، کانپور

۲۔ ماہنامہ نوری کرن، بریلی

۳۔ ماہنامہ پاسبان، الہ آباد

۴۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت، بریلی

۵۔ ماہنامہ المیزان، بمبئی ۔ ۳

۶۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ

۷۔ ماہنامہ مولوی، دہلی

۲۔ مارچ ۱۹۷۶ء میں ماہنامہ "المیزان" کا امام احمد رضا نمبر ۶۴۲ صفحات پر نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے۔

Marfat.com

۸۔ ماہنامہ سلطان الہند' اجمیر شریف

۹۔ پندرہ روزہ حنفی' سری نگر کشمیر

۱۰۔ ماہنامہ سنی دنیا' بریلی

۱۱۔ ماہنامہ حجاز جدید' نئی دہلی

۱۲۔ ماہنامہ حجاز' لندن.

۱۳۔ ماہنامہ اسلامک ٹائمز' اسٹاک رپورٹ

۱۴۔ ماہنامہ قاری' دہلی

۱۵۔ فیض الرسول' براؤن شریف

مدارس عربیہ کے قیام اور اخبارات و رسائل کے اجزاء کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے تصنیفی میدان میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ "خلفائے اعلیٰ حضرت" (مصنفہ محمد صادق قصوری) میں تقریباً" ۱۶۸ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے' ان میں بیشتر تصانیف وہ ہیں جو انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب میں شامل نہیں' اس لئے یہ تفصیلات قاموس کے لئے ایک اہم ذخیرہ ہیں۔ مزید تلاش و جستجو کی جائے تو یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہو سکتی ہے۔

(۵)

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء نے تبلیغی' تدریس' صحافتی اور تصنیفی میدانوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں' چنانچہ تحریک خلافت' تحریک ترک موالات' تحریک شدھی' تحریک پاکستان وغیرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء نے جو خدمات انجام دی ہیں' ناقابل فراموش ہیں۔ ان حضرات میں یہ قابل ذکر ہیں۔ ۴

۱۔ حضرت سید محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ

۴۔ ان خلفاء میں سے بیشتر حضرات راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی سرہ العزیز سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور دہلی تشریف لاتے تھے' راقم نے بھی زیارت کی ہے' بالخصوص حضرت مولانا محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی الرحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ کی زیارت اور محبت سے مستفیض ہوا ہوں۔ مسعود

Marfat.com

۲۔ حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ

۳۔ حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ

۴۔ پروفیسر سید سلمان اشرف علیہ الرحمہ

۵۔ مولانا شاہ احمد مختار صدیقی علیہ الرحمہ

۶۔ مولانا محمد عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمہ

۷۔ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ۔[۵]

۸۔ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

۹۔ مولانا عبد السلام باندوی علیہ الرحمہ

۱۰۔ مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ

۱۱۔ مولانا ابو البرکات سید احمد علیہ الرحمہ

۱۲۔ سید فتح علی شاہ علیہ الرحمہ

۱۳۔ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ

۱۴۔ مولانا عبد الحامد بدایونی علیہ الرحمہ

۱۵۔ مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ

۱۶۔ مولانا عارف اللہ شاہ میرٹھی علیہ الرحمہ

۱۷۔ مولانا عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ

مولانا برہان الحق نے مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دیں۔ اس کا کچھ اندازہ' مکاتیب بہادر یار جنگ سے ہوتا ہے۔ نواب بہادر یار جنگ (م۔ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب (محررہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء) میں مفتی برہان الحق کو لکھتے ہیں:۔

۵۔ آپ نے ۱۹۳۰ء میں ہندو مسلم اکثریت کی بنیاد پر ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی (السواد الاعظم مراد آباد ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۰ء)

Marfat.com

"یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے۔ میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں"۔ [۶]

فاضل بریلوی کے خلفاء نے تحریک پاکستان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اس کا آغاز خود فاضل بریلوی نے کیا تھا' چنانچہ ۱۸۹۵ء میں عظیم آباد (پٹنہ) میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ نے برطانوی اور ہندو سامراج کے خلاف مسلمانوں کو اتحاد اسلامی پر منظم ہونے کی ہدایت فرمائی اور دو قومی نظریہ کی وضاحت کی۔ پھر ۱۹۲۰ء میں ایک محققانہ رسالہ المحجۃ المؤتمنہ لکھ کر مزید وضاحت کی۔ [۷]

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی وفات کے تقریباً" پانچ برس بعد ۱۹۲۵ء میں ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی مساعی سے آل انڈیا سنی کانفرنس کا چار روزہ اجلاس (۱۷-۱۸-۱۹-۲۰ مارچ) مراد آباد (یو۔ پی بھارت) میں منعقد ہوا۔[۸] اجلاس کی صدارت حضرت سید شاہ علی حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمائی[۹] کانفرنس کے مستقل صدر کے فرائض حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے انجام دیئے۔[۱۰] اور مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت فاضل بریلوی کے شہزادے اور خلیفہ حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ مقرر ہوئے۔ جس سیاسی و مذہبی اور معاشرتی پس منظر میں اور جن مقاصد کے تحت یہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ مندرجہ بالا حضرات کے صدارتی

۶۔ مکاتیب بہادر یار جنگ' مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۷ء ص ۵۴۰

۷۔ رئیس احمد جعفری' اوراق گم گشتہ' مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء' ص ۲۲۷-۳۰۵

نوٹ:۔ راقم نے اسی رسالے کو سامنے رکھ کر ایک مقالہ فاضل بریلوی اور ترک موالات قلم بند کیا تھا جو ۱۹۷۱ء میں لاہور سے مرکزی مجلس رضا نے شائع کیا تھا پھر اس کے تقریباً" سات ایڈیشن شائع ہوئے۔

۸۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ ماہنامہ اشرفی (ص ۱۳ تا ۲۱) بابت شوال المکرم ۱۳۴۳ھ بمطابق مئی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ محترم مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ' کی عنایت سے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں میسر آئی ہیں۔ اس کانفرنس میں پاک و ہند کے تقریباً" ۳۰۰ علماء شریک ہوئے۔ مسعود

۹۔ حضرت سید شاہ علی حسین محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت الخطبتہ الاشرفیہ کے عنوان سے ماہنامہ اشرفی بابت مئی ۱۹۲۵ء میں شائع ہو گیا تھا۔ مسعود

۱۰۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت ملفوظات امیر ملت مرتبہ منور حسین' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۷۱ تا ۲۰۳) میں شائع کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

خطبوں کے مطالعہ سے ان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کا خطبہ نہایت ہی اہم ہے۔11

اس کانفرنس کے تاریخی پس منظر اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کے بعد ہم اس خطبے کے مندرجات سے چند نکات اور اقتباسات پیش کرتے ہیں جو آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے آج سے ۵۲ سال پہلے تھے۔

حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے خطبے میں ملت اسلامیہ کے مذہبی، سیاسی تمدنی اور معاشرتی پہلوؤں پر بصیرت افروز خیالات کا اظہار فرمایا ہے، خطبہ اتنا طویل ہے کہ دو نشستوں میں تمام ہوا۔ اس خطبے میں آپ نے مندرجہ ذیل مقاصد کو سامنے رکھا ہے اور پھر ہر مقصد کے تحت اظہار خیال فرمایا۔

۱۔ تبلیغ

۲۔ مذہبی تعلیم

۳۔ حفظ امن

۴۔ اصلاح معاشرت

یہ افتتاحیہ تفصیل کا متحمل نہیں اس لئے ہم مندرجہ بالا مقاصد میں مؤخر الذکر دو مقاصد کے بارے میں عرض کریں گے کیونکہ ان کا تعلق ایک عالم دین سے زیادہ ماہر سیاست و معاشیات ہے، شاید ان لوگوں کے لئے یہ اچنبھے کا باعث ہو جو علماء کو کاروبار جہاں کے لائق نہیں سمجھتے، لیکن ان کو نہیں معلوم

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

۱۱۔ یہ خطبہ "خطبہ صدارت جمعیت عالیہ" کے نام سے ۱۹۲۵ء میں بریلی سے شائع ہوا۔ اس کے ایک ناقص الآخر نسخے کی نقل محترم مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ نے سرائے عالمگیر (گجرات) سے ارسال فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مسعود

Marfat.com

اول الذکر دو مقاصد کے بارے میں مختصراً" عرض کر کے پھر آخر الذکر دو مقاصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

۱۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے انجمن اہل سنت و جماعت، مراد آباد کی طرف سے مدرستہ التبلیغ کی تجویز پیش کی' اس کے قواعد و ضوابط، طریقہ کار پر روشنی ڈالی اور نصاب کے بارے میں اظہار خیال فرمایا ہے۔

۲۔ مذہبی تعلیم کے لئے انہوں نے بہت سی تجاویز پیش کیں، مثلاً" قصبات میں محلہ وار مدارس کا قیام' انگریزی مدارس کے طلبہ کے لئے مدرستہ اللیل کا قیام' ضلع میں ایک بڑے مدرسے کی تجویز اور صوبہ میں ایک مدرسہ عالیہ کا قیام جو چھوٹے مدارس کا نگراں ہو اور جملہ مدارس جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں' ہر کامل النصاب مدرسے میں دارالافتاء اور محکمہ تصنیف و تالیف کا قیام وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ چونکہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اس لئے حفظ امن کے سلسلے میں انہوں نے مسلمانوں کو یہ ہدایات دیں۔

الف۔ جس طرح بھی ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہئے' جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں خطرہ اور اندیشہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ۱۲

(ب) اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی زندگی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔' (۱۳) مگر یہ صلح جوئی دین و مذہب کی قیمت پر ہرگز نہ تھی' چنانچہ اس صلح کوشی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ ہدایت بھی فرماتے ہیں۔

"تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم کو اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز' کوئی ادنیٰ رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی' عرفی' قانونی حق چھوڑنے کے لئے اشارہ بھی کرے کہ الحذر الحذر! ۱۴

۱۲۔ حامد رضا خاں' خطبہ صدارت' مطبوعہ بریلی ۱۹۲۵ء' ص ۲۹
۱۳۔ ایضاً" ص ۳۱
۱۴۔ ایضاً" ص ۳۳

Marfat.com

(ب) ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ ۱۵

اقتصادی اور معاشی لحاظ سے ہندوستان کے مسلمان بہت کمزور تھے اور یہ بات عام مسلمان سیاستدانوں نے کم محسوس کی کہ سیاسی استحکام کے لئے' معاشی استحکام نہایت ضروری ہے بلکہ دور جدید میں معاشی استحکام کے بغیر سیاسی استحکام ناممکن نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا حامد رضاخاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس حقیقت کو شدت سے محسوس کیا اور اس سلسلے میں بہت سی تجاویز اور تدابیر پیش کیں۔ حتیٰ کہ طالب علموں کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ زمانہ طالب علمی میں والدین پر بوجھ نہ بنیں بلکہ سوسائٹی کا ایک مفید فرد بنیں' ان کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

الف۔ دستکاری اور پیشہ و ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے' یہ دولت وہ ہے جو نہ دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہین و مکفول ہو سکتی ہے' بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔ ۱۶

ب۔ برادران اسلام! تمہارے بزرگ تجارت کرتے تھے' تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی تم تجارت کرو۔ ۱۷

ج۔ برادران ملت'! نوکری اور ملازمت کا خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو تو دیکھو تھوڑے عرصے میں تم کیا ہو جاتے ہو۔ -۱۸-

د۔ نکمے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی مشغلے سوچے جائیں۔ 19

ہ۔ اگر وہ تعلیم پاتا ہے' تب بھی اس کے لئے ایسا ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے' تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے خوگر د عادی ہو جائیں۔ ۲۰

ہمارے اکثر طلبہ اب بھی بیکار رہتے ہیں۔ مفت خوری کی عادت بہت سے مسائل پیدا کر دیتی ہے' اس لئے طلب علم کے دوران ہی کسب معاش کی فکر لازم ہے' جو قومیں بیدار ہیں

۱۵- ایضاً" ص ۳۴
۱۶- حامد رضاخاں' خطبہ صدارت' ص ۳۶
۱۷- ایضاً" ص ۳۱
۱۸- ایضاً" ص ۳۹
۱۹- ایضاً" ص ۳۸
۲۰- ایضاً" ص ۳۹

Marfat.com

ان کے طلبہ بھی بیکار نہیں رہتے۔ کچھ نہ کچھ کما ہی لیتے ہیں۔ کفایت شعاری، سودی قرضوں سے نجات اور بیت المال کے قیام کے لئے یہ ہدایات فرماتے ہیں۔

(و) ہمیں اپنے مصارف شب و روز کم کرنے کی فکر کرنا چاہئے۔ (۲۱)

(ن) سود لینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ ہی حال ہو مگر سودی قرض نہیں لیں گے۔ (۲۲)

(ج) اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو زراعت یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ ساہو کاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔ (۲۳)

حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس سلسلے میں "ذخیرۂ قرض حسن" کے نام سے چھوٹے بیت المال کے قیام پھر ہر گاؤں میں "انجمن قرض حسن" کی تشکیل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس مسئلے پر ایک ماہر معاشیات کی طرح اظہار خیال فرمایا ہے۔

جس زمانے میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی وہ داخلی اور خارجی طور پر بڑے انتشار و اختلال کا زمانہ تھا۔ خارجی طور پر حالات یہ تھے کہ ترکوں کو شکست ہوئی خلیفہ اسلام ممالک مغربیہ کے تحت بے اثر ہو کر رہ گیا۔ مصطفیٰ کمال نے اناطولیہ میں ایک خود مختار ترکی حکومت قائم کی اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا، مگر ۱۹۲۴ء میں اس کو معزول کر کے ملک بدر کر دیا اور اس طرح خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو گیا جس نے ساری دنیا کے مسلمانوں خصوصاً پاک و ہند کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر بے حد متاثر کیا۔

حرمین شریفین میں ابن سعود کے گستاخانہ عمل اور مقامات مقدسہ کے انہدام کی کارروائی سے مسلمانان پاک و ہند کے جذبات مشتعل تھے، لیکن اس زمانے میں بعض ایسے

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۰
۲۲۔ ایضاً، ص ۴۳
۲۳۔ حامد رضا خاں، خطبہ صدارت، ص ۴۸

Marfat.com

بھی مسلمان تھے جنھوں نے بے حرمتی کی' اس کارروائی پر ابن سعود کو مبارک باد کے تار بھی بھیجے اور فدائی مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی۔

داخلی طور پر حالات یہ تھے کہ لالہ منشی رام متعصب آریہ سماجی نے آگرے میں ایک مرکز قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کیا جائے' پھر فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ مت کے بانی دیانند کی سوسالہ تقریب کے موقع پر مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کے لئے مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اس زمانے میں اخبار تنظیم' امرتسر' زمیندار' لاہور اور ملاپ' لاہور وغیرہ میں لالہ ہردیال ایم اے کا مضمون شائع ہوا جس سے ہندو ذہنیت کھل کر سامنے آگئی۔ اس مضمون کا یہ اقتباس قابل توجہ ہے۔

"اہل ہنود کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہل ہنود کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کرلو اور اس طرح سوراجیہ حاصل کرلو اور بھارت ورش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شدھ کرلو' اور ہندو ریاست قائم کر کے رعب' جاہ چشم کی تخویف اور زر کی لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنالو"۔ (۲۴)

خود مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ان میں بہت سے باطل فرقے پیدا ہوگئے تھے اور ملت اسلامیہ ایک عجیب سیاسی اور فکری انتشار کا شکار ہوگئی تھی۔ اس زمانے میں مسلمانوں کے ایک طبقے نے ہندوؤں ہندو لیڈروں کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بٹھایا' ہندوؤں کی ارتھیوں کو کندھا دیا' اور ان کی دل جوئی کی خاطر گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگوائی اور اس

۲۴۔ سید منور حسین: ملفوظات امیر ملت' مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۶ء' ص ۱۸۴

نوٹ:۔ فتنہ ارتداد کے اس طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ (بریلی شریف) اور انجمن خدام الصوفیہ (علی پور سیداں' سیالکوٹ) نے جو خدمات انجام دیں' وہ خطبہ صدارت کے مندرجات سے بخوبی واقف ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۱۸۳-۱۸۲) اس فتنہ سے تقریباً" دو سال قبل ہندوؤں کو بالجبر مسلمان کیا ہے تو نومبر ۱۹۲۲ء میں جمعیۃ العلماء کا ایک اجلاس ہوا جس موپلوں سے مسلمانان ہند کی بے تعلقی کا ریزولیشن پاس کیا گیا' لیکن بقول پیر جماعت علی شاہ صاحب اس فتنہ ارتداد کے وقت یہ لوگ خاموش رہے اور کوئی ریزولیشن ہندوؤں کے خلاف پاس نہیں کیا۔ حضرت پیر صاحب نے جب حکیم اجمل خاں سے اس کی شکایت کی تو وہ لاجواب ہو کر خاموش ہوگئے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۱۸۵)

Marfat.com

طرح خود شعائر اسلام کو مٹایا۔ الغرض وہ کچھ کیا جو ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا اور اخلاقی حالت اس سے بدتر تھی گویا ترقی کا کوئی امکان نہ تھا۔

اس داخلی اور خارجی انتشار کی حالت میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی گئی، جس کے اعظم مقاصد یہ تھے۔

۱۔ جو عادات و رسوم اسلام کے منافی ہیں ان کو ختم کرنا۔

۲۔ مروجہ علوم کی تعلیم اور سرکاری ملازمتوں کے حصول کے لئے مسلمانوں کی ہمت افزائی کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات قائم کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا غلام بنانا۔

۴۔ قرآن پاک کی مقدس تعلیم عام کر کے سلف صالحین کا پیرو بنانا۔

۵۔ باطل فرقے جو اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہو کر ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں، تعلیم و تفہیم کے ذریعہ ان کو عقائد باطلہ سے الگ کر کے اپنا بنانا اور مسمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنا۔

۶۔ سیاسی اور مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کی انفرادیت اور عظمت کو قائم کرنا اور ان کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلا کر باوقار بنانا۔ نیز ہندوؤں کے اچھے ارادوں سے باخبر کرنا۔

ان اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل سنت و جماعت اور فاضل بریلوی کے خلفاء و معتقدین نے ۱۹۲۵ء ہی سے اپنی کوششیں تیز کر دی تھیں، اور وہ پاکستان کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے، اس سے قبل فاضل بریلوی سے جو کچھ ہو سکا انہوں نے کیا، خصوصاً "دو قومی نظریہ کی طرف توجہ دلا کر ایک نیا جوش و ولولہ پیدا کیا۔

پھر جب ۱۹۴۰ء میں اقبال پارک، لاہور میں "قرارداد پاکستان" پیش کی گئی تو علمائے اہل سنت و جماعت کے قائد مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) نے اس کی پرزور تائید کرتے ہوئے بڑی موثر تقریر فرمائی۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں سہ روزہ آل انڈیا سنی

Marfat.com

کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں پانچ ہزار سے زیادہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے شرکت کی اور حاضرین کی تعداد تو لاکھوں سے متجاوز تھی۔ اس عظیم اور بے مثال کانفرنس کے بانی اور معاونین حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ اور دوسرے بہت سے خلفاء جن کا ذکر پیچھے کر دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علماء اہل سنت قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ (۲۵) (م۔ ۱۹۵۱ء)
۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف رحمتہ (۲۶) اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء)
۳۔ امین الحسنات حضرت پیر صاحب مانکی شریف ۲۷ رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۰ء)
۴۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ ۲۸ (م ۱۹۶۸ء)
۵۔ حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ ۲۹ (م۔ ۱۹۷۰ء)
۶۔ حضرت مولانا خواجہ قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ۳۰
۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ ۳۱ (م۔ ۱۹۶۶ء)
۸۔ حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ ۳۲ (م۔ ۱۹۷۰ء)
۹۔ ابوالحسنات حضرت مولانا محمد احمد رحمتہ اللہ علیہ ۳۳ (م۔ ۱۹۶۱ء)
۱۰۔ حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ ۳۴

۲۵۔ محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۴۰ نیز ملاحظہ فرمائیں سیرت امیر ملت)
۲۶۔ ایضاً" ص ۱۱۵ (نیز ملاحظہ فرمائیں تذکرۂ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۲۱۸
۲۷۔ ایضاً" ص ۵۳
۲۸۔ ایضاً" ص ۳۸
۲۹۔ ایضاً" ص ۱۰۵ء (حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ (مسعود)
۳۰۔ ایضاً" ص ۲۰۰ (حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی مدظلہ العالی پر بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ مسعود
۳۱۔ عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۹۴-۴۹۵ (نیز ملاحظہ فرمائیں تحریک آزادی ہند اور ماہنامہ السواد الاعظم مؤلف محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء)
۳۲۔ محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، ص ۱۳۶
۳۳۔ ایضاً" ۴۶
۳۴۔ ایضاً" ص ۱۰۲

Marfat.com

۱۱۔ حضرت مولانا قاری محمد احمد رحمتہ اللہ علیہ نائب امام مسجد جامع فتح پور، دہلی (م۔ ۱۹۷۱ء) ۳۵

الغرض آل انڈیا سنی کانفرنس نے ۱۹۲۵ء میں جس شاندار طریقے سے اپنی کوشش کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس اس کا نقطہ عروج ثابت ہوا۔ (۳۶)

افسوس اس کانفرنس کی کارکردگی کی تفصیلی رپورٹ مرتب نہیں کی گئی ورنہ عالمی مورخوں کے سامنے پاکستان کا حقیقی پس منظر آتا۔ بات اتنی پرانی ہوگئی کہ اب جو حقائق و انکشاف کئے جاتے ہیں تو بعض حلقے اس عمل کو تاریخ گھڑنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ بیشک لاعلمی کی بنا پر کہتے ہیں، اگر ان کو پوری طرح حقائق کا علم ہو جائے تو ہرگز ایسی باتیں نہ کہیں۔

مرکزی مجلس رضا، لاہور کے صدر جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کے ایماء پر مولانا جلال الدین صاحب قادری زید مجدہ آل انڈیا سنی کانفرنس پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند فرما رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔ بلاشبہ وہ لائق صد تحسین ہیں کہ وہ کام کر رہے ہیں کہ جو ہمارے مؤرخوں کو کرنا تھا، ان کا بار گناہ ہلکا کر رہے ہیں۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

۳۵۔ محمد مسعود احمد، تذکرہ مظہر مسعود، کراچی ۱۹۶۹ء، ص ۷۶-۳۸۰۳

۳۶۔ حضرت فاضل بریلوی اور آپ کے خلفاء کی سیاسی خدمات کی تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں۔

(الف)۔ احمد رضا خاں: المحجتہ المئو تمنہ فی آیتہ الممتحنہ (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) مطبوعہ بریلی)
(ب) رئیس احمد جعفری: اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
(ج) محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
(د) Muhammad Masood Ahmad Neglected Genius of the East 1976.
(ذ) S. Anwar ali, Quaid-e-Azam and Islam Karachi, 1976.
(ن) محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
(م) محمد مرید احمد، فاضل بریلوی دانشوروں کی نظر میں، قلمی (جہلم)
(ط) محمد منور حسین! ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
(ی) غلام معین الدین، حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور
(ک) محمد جلال الدین قادری، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے حالات اور خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ افسوس ابھی تک کماحقہ کام نہیں کیا گیا ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے آسمان علم و دانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سمیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفاء پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے لیکن راہ میں بہت سے کٹھن مرحلے ہیں' ان کو طے کرنا آسان نہیں' جناب محمد صادق قصوری نقشبندی مجددی جماعتی زید مجدھم نے نامعلوم کتنی کوشش و جانفشانی کے بعد اتنا کچھ جمع کیا ہے۔ اصل میں یہ کام سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کا کوئی عالم کرتا تو زیادہ مناسب تھا' مگر مولیٰ تعالیٰ نے یہ سعادت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقدر میں لکھ دی تھی۔

جناب محمد صادق قصوری صاحب اس سے قبل "اکابر تحریک پاکستان" پیش کر چکے ہیں' جو ۱۹۷۶ء میں نہایت آب و تاب سے گجرات' پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں بھی بعض اہم خلفاء کے حالات آ گئے ہیں۔

پیش نظر کتاب میں حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تقریباً ۸۳ خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے جو پاک و ہند اور ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ بعض کے حالات مفصل ہیں بعض کے مجمل اور بعض کے بہت ہی مجمل' لیکن اگر تلاش و جستجو جاری رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں بہت سے اضافے متوقع ہیں۔ پیش نظر کتاب میں ابتداء میں صرف ۵۳ خلفاء کے حالات شامل تھے' اور بعد میں مولانا جلال الدین قادری زید مجدہ نے ۳۰ خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**

پیش نظر کتاب "خلفائے اعلیٰ حضرت" میں تقریباً ۸۳ خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے' بعض کے حالات مفصل اور بعض کے بہت مجمل۔ ماسوائے چند ایک کے تمام خلفاء کا تعلق پاک و ہند سے ہے۔ اگر تمام خلفاء عرب کو بھی شامل کر لیا جاتا تو یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے دوگنی ہو جاتی کیوں کہ ان خلفاء کی تعداد بھی کچھ کم نہیں' البتہ ان کے حالات کا پاکستان میں دستیاب ہونا ذرا مشکل ہے' اس کے لئے تلاش و جستجو اور محنت کی ضرورت ہے' اگر حرمین شریفین کے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہو تو یہ کام قدرے آسانی سے ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

اس کتاب میں خلفاء عرب کے علاوہ پاک و ہند کے بعض خلفاء بھی رہ گئے ہیں۔ مثلاً"

۱۔ مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ (۳۷)

۲۔ مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ (۳۸) (م۔ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۲۳ء)

3۔ مولانا سید نورالحسن نگینوی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

اگر فاضل مصنف مزید تلاش و جستجو کریں تو ان حضرات کے حالات مل سکتے ہیں۔ (۳۹) لیکن انہوں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس جوان صالح کی ہمت کو آفریں ہے کہ نامساعد حالات میں بھی اپنی قوت کو مادی منافع کے حصول کے بجائے رضائے الٰہی اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے، فجزاللہ احسن الجزاء یہ کوئی معمولی بات نہیں، عوام تو عوام خواص میں بھی یہ بے نفسی اور.... شاذو نادر ہی ملے گی۔ اس زمانے میں جب کہ بوڑھے اور جوان کھانے کمانے میں لگے ہوئے ہیں، کسی جوان کا اسلاف کرام کے اثاثے کو سنبھالنا اور ان کے کارناموں کو بیان کر کے ان کو زندہ رکھنا یقیناً" بڑی بلند ہمتی کا کام ہے۔

فاضل مولف نہ کسی علمی ادارے کے اسکالر ہیں، نہ کسی یونیورسٹی کے پروفیسر اور نہ کسی کالج کے لیکچرار، مگر کام وہ کر رہے ہیں جو ہمارے دانشوروں کو کرنا چاہیے، اس لحاظ سے یہ

۳۷۔ سعید احمد انصاری، موج صبا، مطبوعہ لاہور، ص ۵-۳-۲

۳۸۔ مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ راقم کے والد ماجد مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہراللہ قدس سرہ العزیز۔

۳۹۔ تذکرہ بالا حضرات کے حالات شامل کر دیئے گئے ہیں۔ (قصوری)

ان خلفاء میں سے بیشتر حضرات راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ دہلوی قدس سرہ العزیز سے عقیدت و محبت رکھتے تھے اور دہلی تشریف لاتے تھے۔ راقم نے بھی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی حضرت محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اور حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد مدظلہ العالی کی زیارت اور صحبت سے مستفیض ہوا ہوں۔ مسعود

مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ بھی بڑی عقیدت رکھتے تھے، چنانچہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی پاکستان میں آمد پر ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو کراچی میں مولانا محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ نے جو شاندار ظہرانہ دیا تھا۔ آپ نے اس میں ایک منقبت پیش کی تھی جس کا یہ مقطع کمال عقیدت کا مظہر ہے۔

سلام قادری تنہا نہیں مدح خواں ان کا
ہے قائل ساری دنیا، اس کی عظمت کی

مسعود

Marfat.com

کتاب پڑھے لکھے نوجوانوں اور بزرگوں کے لئے محرک ثابت ہوگی۔ فاضل مولف کے مقالات پاکستان کے مختلف رسائل میں شائع ہورہے ہیں۔ مثلاً"

☆ ضیائے حرم (لاہور)

☆ ترجمان اہلسنت (کراچی)'

☆ الہام (بہاولپور)' انوار الصوفیہ (قصور) وغیرہ' چند سال ہوئے کہ انہوں نے میدان تحقیق و تحریر میں قدم رکھا ہے۔ بعض مقالات بڑے وقیع لکھے ہیں۔ مثلاً"

☆ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ دہلوی (شاہی امام مسجد فتح پوری) قدس سرہ العزیز کے حالات اور ملی خدمات پر ان کا مقالہ جس کا خلاصہ ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور) شمارہ اگست ۱۹۷۵ء اور ماہنامہ ترجمان اہلسنت (کراچی) شمارہ نومبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہوچکا ہے۔

علمی اور تحقیقی میدان میں اگر فاضل موقف کو صحیح رہنما مل گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ کوئی اہم کام کر گزریں گے کیونکہ تحقیق میں اصل چیز لگن ہے جو ان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور اس مخلصانہ پیشکش کو شرف قبولیت بخشے آمین اللھم آمین۔

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ

Marfat.com

علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

علامہ محمد حامد رضا خاں امام احمد رضا کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۸ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ محمد نام اور عرف حامد رضا تجویز کیا گیا۔ اکتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں۔ (۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء) ۱۹ سال کی عمر میں درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۲ عربی زبان و ادب پر بڑا عبور حاصل تھا۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم ہوئے اور ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۶ء میں اسی دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور صدر المدرس ہوئے۔ برسہا برس درس حدیث دیا۔ وہ متبحر عالم تھے، بہترین معلم، طلباء پر نہایت ہی شفیق و مہربان۔۔۔ وہ مایہ ناز خطیب بھی تھے، انہوں نے ملک گیر دورے کئے۔۔ وہ شاعر تھے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اردو، فارسی، عربی پر یکساں عبور حاصل تھا۔

علامہ محمد حامد رضا خاں نے مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے طوفانوں کا مقابلہ فرمایا۔ مثلاً "قادیانی تحریک، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی سنگٹھن، تحریک ہجرت، تحریک مسجد شہید گنج وغیرہ۔۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں انہوں نے الجمعیتہ العالیہ المرکزیہ، مراد آباد (بھارت) کے اجلاس میں جو فاضلانہ خطبہ دیا، اس سے ان کے بے مثال فکر و تدبر کا اندازہ ہوتا ہے۔ ۳

علم و فضل میں اپنے والد ماجد کا آئینہ تھے۔ فاضل بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"حامد منی انا من حامد" ۴

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۸۷

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۳ / ۳۴ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۸۷

Marfat.com

شاہ ابوالحسین نوری سے شرف بیعت واجازت حاصل کیا۔ والد ماجد سے ۱۳ سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے۔ ۷۰ برس کی طویل عمر پائی اور ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ / ۲۳ ۱۹۴۲ء کو عین حالت نماز میں وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ کے بکثرت خلفاء و مرید پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ۵ مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے۔

☆ الصارم الربانی

☆ سد الفرار

☆ حاشیہ ملا جلال (قلمی)

☆ نعتیہ دیوان

☆ اردو ترجمہ الدولتہ المکیہ

☆ اور۔۔ مجموعہ فتاویٰ۔۔۔ آپ سے یادگار ہے۔ ۶ ۷

علامہ محمد حامد رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد میں علامہ محمد ابراہیم رضا خاں اور علامہ حماد رضا خاں جیلانی میاں ہوئے۔ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی، مگر محدث بریلوی نے اپنے سلسلہ نسب و نسل کے قیام و دوام میں دونوں کو اس طرح شریک کیا کہ علامہ محمد حامد رضا خاں کے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں کی شادی مفتی اعظم کی صاحبزادی سے کر دی تاکہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مفتی اعظم کی نسل منقطع ہو گئی۔۔۔ محدث بریلوی کی نسل کے قیام میں دونوں صاحبزادگان شریک ہیں۔

علامہ محمد حامد رضا خاں کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم علیہ الرحمہ رضا خاں سجادہ نشین ہوئے۔۔۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے۔۔۔ اور ان کے

۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۴۴، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۶۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷، ۱۸

۷۔ تفصیلی حالات کے لئے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں۔

☆ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت

☆ محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور، ۱۹۷۱ء ص ۸۰/۸۲

☆ محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۸۷

☆ محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم مطبوعہ کراچی

Marfat.com

وصال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی زیب سجادہ ہیں۔۸

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم رضا خاں (م۔ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۸ء) کے صاحبزادگان

☆مولانا اختر رضا خاں (فاضل جامعہ ازہر)

☆اور مولانا محمد منان رضا خاں

نے بریلی میں "ادارہ اشاعت تصنیفات رضا" قائم کیا اور مفید رسائل شائع کئے ہیں۔۹

مولانا اختر رضا خاں دارالعلوم منظر اسلام، بریلی کے شیخ الجامعہ بھی ہیں۔۱۰

۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۴/۳۶، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۹۔ ۱۹۸۹ء میں مولانا محمد منان رضا خاں راقم کے غریب خانے پر تشریف لائے، اور شرف ملاقات بخشا۔ جناب ریاست علی قادری کی عنایت سے مندرجہ ذیل رسائل بھی ملے جو ادارہ اشاعت تصنیفات رضا نے شائع کئے ہیں:

☆احمد رضا خاں: اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والاصحاب ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء

☆مطبوعہ بریلی ۱۳۹۵ھ /۱۹۷۸ء

☆احمد رضا خاں: تجلیتہ السلم فی مسائل من نصف العلم ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء مطبوعہ بریلی

۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ ۱۹۸۱ء سیالکوٹ، ص ۲۱۲

Marfat.com

(احوال حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی)

تقدیم ----- تذکرۂ جمیل

مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی دامت برکاتہم العالیہ عالم اسلام کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ یورپ اور افریقہ میں امام احمد رضا کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ بہت سے مقامات پر انہوں نے تبلیغی اور اشاعتی ادارے قائم کئے ہیں' خانوادہ امام احمد رضا سے ان کو خاصی نسبت ہے' ان کی علمی فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ امام احمد رضا کے دونوں شہزادگان حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان بریلوی (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) اور مفتی اعظم حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) علیہما الرحمہ' ان کے جلیل القدر اساتذہ میں ہیں۔ وہ اہل سنت کا سرمایہ ہیں ---- علم و ادب سے ان کو فطری لگاؤ ہے ---- ان کی زبان میں چاشنی ہے ---- ان کے بیان میں دل کشی ہے ---- ان کے قلم میں روانی ہے ---- حجۃ الاسلام کی سوانح کے لئے بھی ایسے ہی سوانح نگار کی ضرورت تھی---- علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی نے یہ سوانح لکھ کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے ---- ہماری غفلت شعاری سے کتنی ہی تاریخ ساز شخصیات فراموش کر دی گئیں۔ ان کے علمی کمالات ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے چلے گئے اور بالآخر معدوم ہو گئے ---- یہ ایک قومی المیہ ہے ---- ہمارے قلمکاروں کو تاریخ کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہئے۔

ضبط کن تاریخ را پایندہ شو!
از نفس ہائے رمیدہ' زندہ شو!

علامہ موصوف نے "تذکرہ جمیل" کی تدوین میں اہم ماٰخذ سے استفادہ کیا ہے ---- جو کچھ خود دیکھا اور دیکھنے والوں نے جو دیکھا وہ بیان کیا ہے ---- بعض

Marfat.com

نوادرات کے عکس بھی شامل کئے ہیں ---- کتاب سلیقہ سے مرتب کی ہے اور زندگی کے بہت سے پہلوؤں کو سمیٹا ہے، متعلقات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ---- اس سے قبل حجتہ الاسلام کے اتنے تفصیلی حالات کسی کتاب میں نہیں دیکھے گئے، مولانا عبدالنعیم عزیزی نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس میں بعض مفید معلومات تھیں مگر وہ ایک مختصر و مفید تعارف تھا اور "تذکرہ جمیل" ایک مفصل سوانح ہے ---- مولائے کریم حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی مدظلہ العالی کو اس خدمت جلیلہ کا صلہ عطاء فرمائے اور جن حضرات نے اس کی اشاعت میں حصہ لیا ہے ان کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔ بالخصوص ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اور مکتبہ مشرق، بریلی کے اراکین و معاونین کو اپنی بے پایاں نعمتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین!

○

حجتہ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جد اعلیٰ افغانستان سے آئے اور ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے زمانے میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہوئے ---- آپ کے پردادا مولانا رضا علی خان علیہ الرحمہ عالم معارف تھے، انقلاب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف عملاً جہاد کیا۔ یو پی گزیٹر سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز جنرل ہڈسن نے آپ کا سرلانے کے لئے انعام مقرر کیا۔ مگر وہ سر کس کو ملے جو در حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک چکا ہو۔

آستاں پہ تیرے سر ہو، اجل آئی ہو
پھر اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

حجتہ الاسلام کے بدن میں عظیم مجاہدوں کا خون دوڑ رہا تھا، اسی لئے انہوں نے گھڑ سواری میں کمال پیدا کیا، سرکش سے سرکش گھوڑے کو وہ رام کر لیا کرتے تھے ---- حجتہ الاسلام نے معقولات و منقولات کی تمام درسی کتابیں اپنے والد ماجد امام احمد

Marfat.com

رضا علیہ الرحمہ سے پڑھیں اور اس شان سے پڑھیں کہ ان کے درسی سوالات کو امام احمد رضا نے یہ وقار بخشا کہ جب فرزند دل بند کا حوالہ دیتے ہیں تو فرماتے ہیں "قال الولد الاعز" ---- ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں جب وہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریف کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں علماء کے درس میں شریک ہوئے اور سندیں حاصل کیں ---- حجتہ الاسلام ۱۹ سال کی عمر میں ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۴ء میں فارغ التحصیل ہوئے ---- یہ سعادت بہت کم طلباء کو حاصل ہوتی ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں معقولات و منقولات سے فارغ ہو جائیں ---- فقیر کے برادر بزرگ مولانا محمد منظور احمد علیہ الرحمہ (ابن مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی) بھی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء میں مدرسہ عالیہ فتح پوری' دہلی سے 19 سال کی عمر میں فارغ ہوئے اور پورے مدرسے میں اول رہے' ان کے اساتذہ کا کہنا تھا کہ مرحوم کی حیات وفا کرتی تو اپنے دور کے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہوتے' مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی اور ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء میں حیدر آباد' سندھ میں انتقال کر گئے ---- تو عرض یہ کر رہا تھا کہ 19 سال کی عمر میں شاذو نادر ہی طلباء فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور امام احمد رضا کی کیا بات کی جائے' انہوں نے تو تیرہ سال دس ماہ پانچ دن میں فارغ ہو کر دنیا کو حیران کر دیا ---- حجتہ الاسلام' ایسی جلیل القدر استاد کے بیٹے اور شاگرد تھے----

۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء سے ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء تک امام احمد رضا کے خدمت میں رہ کر تربیت کے مراحل طے کئے ---- فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء میں کار افتاء کے لئے تیار کر دیا تھا ---- امام احمد رضا کے لئے فتوؤں میں حوالوں کی کتابیں نکالنا' سندوں کی عبارتیں تلاش کرنا آپ کے ذمے تھا' اس طرح فتویٰ نویسی کے لئے خود آپ بھی تیار ہو رہے تھے ---- ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم منظر اسلام' بریلی شریف کے آپ مہتمم ہوئے تو پھر یہ ذمہ داری حضرت مفتی اعظم مصطفیٰ خان علیہ الرحمہ نے سنبھالی جو آپ کے چھوٹے بھائی تھے' عمر میں آپ سے اٹھارہ سال چھوٹے تھے ---- حجتہ الاسلام علم و فضل میں یگانہ روز گار تھے' مولانا حسنین رضا خان صاحب نے سچ فرمایا:

"اعلیٰ حضرت کے بعد اگر واقعی کوئی عالم اور ادیب تھا تو وہ حضرت حجتہ

Marfat.com

الاسلام مولانا حامد رضا خاں تھے"۔ (تذکرہ جمیل ص ۱۳۶)

حجتہ الاسلام کا یہی تبحر علمی تھا کہ وہ بڑے سے بڑے عالم سے اعتماد سے گفتگو کرتے اور بحث و مباحثہ میں اپنی بات منوالیا کرتے تھے ـــــ مفتی شافعیہ کے شاگرد عبدالقادر طرابلسی شبلی کو بعض مسائل میں اختلاف تھا' حجتہ اسلام نے ان کو قیام حرمین کے زمانے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۵ء میں مسکت جواب دیا اور وہ خاموش ہوگئے ـــــ عرصہ دراز کے بعد سندھ کے مشہور عالم و عارف حضرت پیر محمد ابراہیم جان سرہندی کی عبدالقادر شبلی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام احمد رضا کا ذکر فرمایا ـــــ یہ بات انہوں نے ۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ/ ۲۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو پیر جو گوٹھ (سندھ) میں ایک ملاقات کے دوران بتائی۔

○

حجتہ الاسلام امام احمد رضا کے مرشد شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کے پوتے شاہ ابوالحسنین نوری (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) سے بیعت تھے اور انہیں کے ارشاد کے مطابق امام احمد رضا نے تقریباً ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت عطا فرمائی ـــــ حجتہ الاسلام کو سند حدیث بھی کئی واسطوں سے حاصل تھی ـــــ شاہ ابو الحسن نوری' امام احمد رضا کے استاد بھی تھے اور شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کو بھی تربیت کے لئے آپ کے سپرد کیا تھا ـــــ حجتہ الاسلام نے بیعت کا آغاز امام احمد رضا کے وصال سے چند روز قبل فرمایا' بیعت کے لئے آنے والوں سے امام احمد رضا نے فرمایا:

"ان کی بیعت میری بیعت ہے' ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے' جو ان کا مرید ہوا' میرا مرید ہوا' ان سے بیعت کرو"۔ (تذکرہ جمیل' ص ۱۰۹)

حجتہ الاسلام کے لاکھوں مرید ہیں جو پاک و ہند اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں ـــــ امام احمد رضا کو حجتہ الاسلام سے بڑی محبت والفت تھی ـــــ چنانچہ ایک مرتبہ امام احمد رضا کو دعوت دی گئی' خود نہ جاسکے؛ اپنی جگہ حجتہ الاسلام کو بھیجا اور دعوت دینے والے کو تحریر فرمایا:

Marfat.com

"حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو حامد رضا نہیں،
احمد رضا ہی سمجھنا"۔ (تذکرہ جمیل، ص ۱۴۲)

اسی عینیت اور اقربیت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ایک شعر میں یوں فرماتے
ہیں:

حامد منی و انا من حامد

میں حامد سے ہوں اور حامد مجھ سے ہے ----- یعنی

تا کس نہ گوید بعد از من دیگرم تو دیگری

اور خود حجۃ الاسلام اس نسبت خاص پر شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں

انا من حامد و حامد رضا منی

کے جلووں سے بحمد اللہ رضا حامد اور حامد رضا تم ہو۔ (۴۶)

حجۃ الاسلام کے عم محترم مولانا حسن رضا خان صاحب حسن بریلوی ایک
قصیدے میں فرماتے ہیں:

حامد رضا، عالم علم ھدیٰ
نو گل، گل زار جناب رضا

حسن بہارش زخزاں دور باد
چوں اب وجدٔ ناصر و منصور باد!

کس دل سے دعا دی تھی کہ آج تک ان کی بہار میں خزاں نہیں آئی اور ان کی
مساعی نے نامرادیوں کا منہ نہیں دیکھا -----

○

حجۃ الاسلام ۳۱ سال کی عمر میں ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۵ء میں اپنی والدہ اور چچا مولانا محمد
رضا خان کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ
ہوئے۔ لکھنؤ تک امام احمد رضا چھوڑنے گئے، واپسی پر دل بیقرار رہا، چین نہ آیا، خود
بھی تیاری کی، بمبئی پہنچ گئے پھر حجۃ الاسلام اپنے والد جلیل کے ساتھ حج پر روانہ

Marfat.com

ہوئے ــــــ یہ حج وسیلہ ظفر بنا' اور امام احمد رضا کو وہ فتوحات ہوئیں جن کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہئے ــــــ اسی سفر میں امام احمد رضا نے فصیح عربی میں اپنی شہر آفاق کتاب "الدولتہ المکیہ" لکھی اور اسی سفر میں یگانہ روز گار کتاب "کفل الفقیہ الفاہم" لکھی ــــــ حجتہ الاسلام نے بعد میں "الدولتہ المکیہ" کا اردو میں شاندار ترجمہ کیا ــــــ الغرض حجتہ الاسلام کو امام احمد رضا کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔

○

امام احمد رضا کو تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی سے فرصت نہ ملتی تھی۔ ادھر احباب کا اصرار تھا کہ کوئی دارالعلوم قائم کیا جائے ــــــ احباب کے اصرار پر دارالعلوم منظر اسلام ۱۹۰۴ء میں قائم کیا گیا ــــــ بنیاد امام احمد رضا نے ڈالی مگر اصل بانی حجتہ الاسلام قرار پائے ــــــ علامہ سلامت اللہ نقشبندی مجددی نے ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں منظر اسلام کے معائنہ کے وقت جو تاثرات قلمبند فرمائے اس میں حجتہ اسلام کو دارالعلوم کا بانی لکھا ہے اور دارالعلوم کے لئے لکھا ہے:

"جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں"

حجتہ الاسلام' دارالعلوم کے مہتمم تو تھے ہی' ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین بھی ہو گئے۔ تفسیر و حدیث کا بڑا دلنشین درس دیتے تھے' دور دور سے طلباء و علماء کھنچے چلے آتے تھے ــــــ حجتہ الاسلام نے اپنے چھوٹے بھائی مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کو بھی پڑھایا اور برادر عم زاد مولانا حسنین رضا خان صاحب کو بھی پڑھایا' ان کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ وہ بہترین معلم تھے' طلباء پر بہت ہی رحیم و کریم ــــــ منظر اسلام کے تقسیم اسناد کے سالانہ اجلاس بھی تزک و احتشام سے ہوتے تھے ــــــ تمام سلاسل کے اکابر شریک ہوتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور سلسلہ چشتیہ کے دیوان سید آل رسول علی خان اجمیری وغیرہ بھی شریک ہوتے ــــــ

حجتہ الاسلام کے خاص خاص رفقاء میں یہ نام ممتاز نظر آتے ہیں:

Marfat.com

☆۔ منشی فدایار خان رضوی — نائب مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی
☆۔ مولانا تقدس علی خان — مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی
☆۔ مفتی ابرار حسن صدیقی — مدیر "یادگار رضا" بریلی
☆۔ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی — صدر شعبہ فارسی، منظر اسلام، بریلی

○

حجتہ الاسلام بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے۔ تدریس میں تو اپنی مثال آپ تھے ہی مگر تقریر میں ان کو بڑا ملکہ حاصل تھا ---- پاک و ہند کے بہت سے شہروں میں آپ نے تقریر فرمائی، عقائد کی اصلاح اور ایمان کی حرارت پیدا کرنے کے لئے بھرپور سعی فرمائی۔ آپ کی پہلی مدلل تقریر ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ھ/۱۳۳۷ء کو جبل پور میں ہوئی۔ امام احمد رضا شریک محفل تھے اور شاداں و فرحاں --- آپ انجمن حزب الاحناف، لاہور اور جامعہ نعمانیہ، لاہور کے جلسوں میں لاہور بھی تشریف لائے۔ جب لاہور آتے تو شاہ محمد غوث قادری کے مزار مبارک میں قیام فرماتے ---- شاہ محمد غوث قادری اپنے عہد کے جلیل القدر محدث تھے۔ شیخ الحدیث حضرت محمد امیر شاہ صاحب گیلانی قادری، مدظلہ، العالی کی صاحبزادی ام سلمٰی نے حضرت شاہ محمد غوث محدث لاہوری پر بڑا فاضلانہ مقالہ ڈاکٹریٹ لکھا ہے۔ جس پر پنجاب یونیورسٹی سے ان کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری مل گئی ہے ----- حجتہ الاسلام کا حضرت شاہ محمد غوث محدث لاہور کے مزار پرانوار پر قیام فرمانا کچھ معنی رکھتا ہے۔ ایک محدث، محدث ہی کے جوار میں کشش محسوس کرتا ہے اور سکون پاتا ہے ---- حجتہ الاسلام سندھ بھی تشریف لائے۔ علامہ عبدالکریم درس سے گہرے مراسم تھے، وہ امام احمد رضا کے بھی مخلصین میں تھے۔ انہوں نے امام احمد رضا کا قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے اور حجتہ الاسلام نے ان کا قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے جو "تذکرہ جمیل" میں موجود ہیں ---- سندھ میں حجتہ الاسلام کے داماد مفتی تقدس علی خان صاحب پیر صاحب پگارا کے جامعہ راشدہ کے شیخ الحدیث ہوئے جس کے تحت ۷۰ مدارس پورے سندھ میں کام کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے پیر صاحب کی تربیت فرمائی اور دین و

Marfat.com

مسلک کی برسوں خدمت کی۔ اور پیر جو گوٹھ ہی میں ۱۹۸۸ء میں انہوں نے وصال فرمایا ---- حجتہ الاسلام، دہلی بھی تشریف لے گئے، فقیر نے بچپن میں اپنے ہاں ان کی زیارت کی ہے اور ان کے حسن و جمال کا نظارہ کیا ہے ---- حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ سے خانوادہ امام احمد رضا کو خاص نسبت و تعلق رہا ہے ---- بات ہو رہی تھی حجتہ الاسلام جس طرح تدریس و تقریر میں کمال رکھتے تھے، تحریر پر بھی ان کو اتنا ہی کمال حاصل تھا۔ ان کی سرپرستی میں ماہنامہ "یادگار رضا" نکلتا تھا جو ہر اعتبار سے ایک معیاری رسالہ تھا۔ حجتہ الاسلام کے انتقال کے بعد یہ رسالہ بند ہو گیا ---- حجتہ الاسلام، اردو، فارسی اور عربی پر حیرت انگیز قدرت رکھتے تھے، رواں نثر و نظم لکھ کر اہل عرب کو حیران کر دیا ---- قلم برداشتہ لکھتے، سرعت تحریر میں جواب نہ تھا ---- امام احمد رضا کی تصانیف پر ان کی تمہدات قلم برداشتہ لکھی گئی ہیں۔ مثلاً "الدولتہ المکیہ" "الاجازۃ المتینہ" "کفل الفقیہ الفاہم" وغیرہ پر عربی تمہیدات ---- دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف کا معائنہ کرکے عربی میں قلم برداشتہ تاثرات لکھ کر علامہ معین الدین اجمیری کو حیران کر دیا ---- مدارس عربیہ میں بالعموم بڑے بڑے ماہر استاد بھی بولنے اور لکھنے پر قادر نہیں ہوتے گو وہ بحیثیت استاد کامل ہوتے ہیں۔ منظر اسلام کو ہندوستان بھر میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ اس کا بانی امام احمد رضا ایک بحرالعلوم، ایک ماہر عربی داں اور اس کا مہتمم منبع العلوم حجتہ الاسلام محمد حامد رضا خان ایک ماہر عربی داں تھے۔ غالباً یہ ان امتیازات میں سے ایک امتیاز ہے جس کی طرف علامہ سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں"

حجتہ الاسلام، اردو، فارسی، عربی نثر کے علاوہ نظم پر بھی کمال رکھتے تھے، ذرا ان کے یہ اردو اشعار ملاحظہ ہوں:

☆ آنکھوں سے لگ گئی جھڑی، بحر میں موج آگئی
سیل سرشک ابل پڑا، نالہ قلب زار میں

Marfat.com

☆ شوق کی چیرہ دستیاں' دل کی اڑاتی دھجیاں
وحشت عشق کا سماں' دامن تار تار میں
شوق کی ناشکیبیاں' سوز کی دل گدازیاں
وصل کی نامرادیاں' عاشق دل فگار میں

☆ مجھ کو در در پھراتی رہی آرزو
ٹوٹے پاؤں' تھک گئی جستجو
ڈھونڈتا میں پھرا' کوبہ کو' چار سو
تھا رگ جان سے نزدیک تر' دل میں تو
اللہ ہو' اللہ ہو' اللہ ہو' اللہ ہو

☆ تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں' بہار جاں فزا تم ہو

حجتہ الاسلام کو تاریخ گوئی میں بھی بڑا کمال تھا۔ انہوں نے اردو' فارسی' عربی میں کئی تاریخیں کہی ہیں۔ مسجد جنکشن' بریلی جب تیار ہوئی تو ۵ عربی اشعار پر مشتمل فی البدیہہ قطعہ تاریخ تعمیر ارشاد فرمایا (تذکرہ جمیل ص ۱۷۰) ---- ۴ دسمبر ۱۹۹۲ء کو فقیر نے بھی اس مسجد کی زیارت کی' مفتی مظہر الاسلام اور اس مسجد شریف کے امام و خطیب علامہ مفتی محمد اعظم مدظلہ العالی نے چائے سے ضیافت کی' مفتی منظر اسلام' علامہ محمد عارف رضوی اور جناب سرتاج حسین ایڈووکیٹ اور دیگر احباب بھی موجود تھے ---- حجتہ الاسلام نے علامہ محمد عبدالکریم سندھی کے وصال پر بھی چھ فارسی اشعار کا قطعہ تاریخ وفات قلم بند فرمایا تھا ---- "تذکرہ جمیل" میں ایسے بہت سے مقامات پیش کئے گئے ہیں۔ (ص ۱۶۹-۱۷۱)

○

حجتہ الاسلام پیکر جمال و کمال تھے۔ حسن دل افروز ایسا تھا جو دیکھے' بے ساختہ کہے ---- **فتبارک اللہ احسن الخالقین** ---- وہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم**

Marfat.com

کی جیتی جاگتی تصویر تھے --- ان کے دیدار سے ہی لوگ مسلمان ہو جاتے تھے --- اور انصاف پسند پکار اٹھتے تھے کہ سچوں کا چہرہ ایسا ہی ہوتا ہے --- سبحان اللہ! حسین صورت، بلند اخلاق، متواضع و منکسر المزاج، ہر ایک چاہنے والے پر مہربان، سادات سے والہانہ محبت، معاصرین علماء سے الفت --- خدا کے دوستوں کے دوست، خدا کے دشمنوں کے دشمن --- تقویٰ و صبر بے مثال --- پشت پر کار بنکل پھوڑا نکل آیا، آپریشن کی نوبت آئی، بے ہوشی کے لئے دوا نہ کھائی کہ شراب ہے، درود پڑھتے میں آپریشن ہوتا رہا۔ ٹس سے مس نہ ہوئے، اف تک نہ کی، دیکھنے والے حیران تھے

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

میزبانی میں پیش پیش، مخدوم ہوتے ہوئے خادموں کے خادم،

اللہ رے کوئے دوست کی روشن جمالیاں
ہر ذرہ ہے تجلی ایمن لئے ہوئے

فقیر یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف حاضر ہوا تو صاحب سجادہ حجتہ الاسلام کے پوتے علامہ سبحان رضا خان سبحانی میاں نے چائے سے تواضع کی۔ پھر ان کے چچا علامہ محمد منان رضا خان منانی میاں نے تواضع کی۔ پھر علامہ اختر رضا خان ازہری میاں کے یہاں تواضع ہوئی۔ دوسرے تیسرے دن ازہری میاں، منانی میاں اور جمال رضا خان کے ہاں کھانے اور چائے سے تواضع ہوئی۔ انواع و اقسام کے ماکولات، سبحان اللہ، ماشاء اللہ! بریلی شریف میں جہاں جانا ہوا دستر خوان اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ کھانے والا کھاتے کھاتے تھک جائے مگر کھلانے والے کھلاتے کھلاتے نہ تھکیں --- سبحان اللہ! میزبانوں کا شہر ہے کہ شہر خوباں! ---

○

حجتہ الاسلام اپنے عہد کے عظیم مفکر و مدبر اور مصلح و مبلغ تھے۔ انہوں نے

Marfat.com

"الصارم الربانی" لکھ کر ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں قادیانی تحریک کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کیا جس کا اختتام ۳۰ جون ۱۹۷۷ء کو ہوا جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ افسوس جس خاندان نے قادیانی تحریک کے خلاف جہاد کیا اس پر احسان الٰہی ظہیر نے قادیانیت کا الزام لگایا ـــــ چند روز ہوئے ۲۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو ایک عظیم اجتماع میں پیر جو گوٹھ (سندھ) جانا ہوا۔ وہاں ایک نابینا فاضل نے بتایا کہ مکہ معظمہ میں جامعہ ازہر کے ایک طالب علم نے بتایا کہ شیخ الجامعہ کو بعض فتنہ پردازیہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امام احمد رضا خان ایک ایسے شخص کا نام ہے جو مسلمانوں کو حج سے روکتا تھا ـــــ **انا اللہ وانا الیہ راجعون** ـــــ

علمائے اہل سنت میں ایک نیا رجحان جنم لے رہا ہے نہ جانے کیوں؟ ـــــ وہ رجحان یہ ہے کہ امام احمد رضا کی ہر بات کو حرف آخر نہ سمجھا جائے' تنقید کی چھوٹ دی جائے ـــــ بے شک دی جانی چاہیے مگر امام احمد رضا سے کوئی بلند تو ہو' بلند نہ سہی برابر تو ہو ـــــ برابر نہ ہی سہی اس قابل ہو تو کہ ان کی بات سمجھ سکے اور ان کے فیصلے کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈال سکے ـــــ ان کی شان تو یہ تھی کہ علمائے عرب و عجم ان کے در پر سوالی بن کر آئے ـــــ علماء کی کثیر جماعت نے ان کے سامنے اپنے اپنے استفتاء پیش کئے اور سیر حاصل جواب پا کر شاد ہوئے ـــــ ہم میں کون ایسا ہے؟ ـــــ امام احمد رضا کا عظیم احسان ہے کہ انہوں نے فتاویٰ رضویہ کی صورت میں علماء اہل سنت کے لئے علم و دانش کا ایک عظیم ذخیرہ فراہم فرمایا۔ ہم نے اب تک اسی کو نہیں پڑھا' پھر غیر ضروری مسائل پر غیر ضروری مباحث کی ضرورت؟ ـــــ امام احمد رضا کے زمانے میں ان سے بڑا نہ ہی مگر ایک سے ایک بڑا عالم موجود تھا' ۔علمائے اہل سنت کی اکثریت امام احمد رضا کی بات کو حرف آخر سمجھتی تھی اور اب بھی سمجھتی ہے ـــــ امام احمد رضا کو ہدف تنقید بنانا' ان کی علمیت اور مجددیت کو موضوع سخن بنانا' رہے سہے فکری اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے ـــــ یہ بڑی غیر دانشمندانہ بات ہوگی' اس رجحان سے جتنا بچا جائے' اتنا ہی ہمارے لئے مفید ہوگا۔ اس رجحان کے محرکات علاقائی اور خانقاہی عصبیت بھی ہو سکتی ہے' خود نمائی کی خواہش اور خود پسندی کا جذبہ بھی ہو سکتا ہے ـــــ امام احمد رضا اتنے

Marfat.com

عظیم ہیں' ان سے اختلاف کرنے والا نیک نام نہیں' بد نام ہوگا —— دنیا و آخرت کا فائدہ اسی میں ہے کہ ہم اپنے اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور امام احمد رضا کی فکر و دانش سے بھرپور استفادہ کرکے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں —— مولیٰ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین!

اہل سنت کے خلاف ایک عالمی سازش پوری قوت کے ساتھ برسرپیکار ہے' اہل بصیرت علماء و دانش وردں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے —— تبلیغ کے نام پر قرآن پڑھنے سے روکا جارہا ہے' تبلیغی نصاب کو قرآن کے قائم مقام بتایا جارہا ہے —— تبلیغی مراکز کو حرمین شریفین سے تشبیہ دی جا رہی ہے —— تبلیغ کے لئے جانے والوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف سے کہیں زیادہ ثواب کی بشارتیں دی جارہی ہیں —— دن کی روشنی میں یہ کیا جارہا ہے؟

جو فرقے ملت اسلامیہ کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں' ان کا ظاہر اتنا حسین ہے کہ کسی کو یقین نہیں آتا کہ یہ اندر سے اتنے خراب ہوں گے۔ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم فرقوں کے اکابرین سے حسن ظن رکھتے تھے لیکن حجتہ الاسلام نے لاہور میں ایک ملاقات کے دوران ان کی گستاخانہ عبارات سنائیں تو وہ حیران رہ گئے اور فرمایا:

" مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہ ٹوٹ پڑا۔ ان پر تو آسمان کو ٹوٹ پڑنا چاہئے" (۲۰)

○

"حجتہ الاسلام نے عقائد فاسدہ کا رد کیا' مذہبی اور سیاسی تحریکات میں حصہ لیا۔ تحریک رضائے مصطفیٰ' تحریک خلافت' تحریک ترک موالات' تحریک شدھی سنگٹھن' تحریک مسجد شہید گنج اور اس قسم کی بہت سی تحریکوں میں ملت کی رہنمائی کی —— ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں مراد آباد کی ایک کانفرنس میں جو خطبہ ارشاد فرمایا' اس سے آپ کے تدبر اور سیاسی بصیرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ خطبہ آج بھی کسی بھی مسلم سلطنت کا لائحہ عمل بن سکتا ہے۔

حجتہ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ کا وصال ۱۷ جمادی الاول

Marfat.com

۱۳۶۲ھ / ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف میں عشاء کی نماز کے دوران تشہد پڑھتے ہوئے ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا مری جاں، جا، خدا حافظ

نماز جنازہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب نے پڑھائی، محدث اعظم حجۃ الاسلام کی تعلیم و تربیت کا شہ کار تھے جنھوں نے پاکستان میں فکری انقلاب برپا کیا اور سواد اعظم اہل سنت کے مشن کو فروغ بخشا۔ مزار مبارک محلہ سوداگراں، بریلی شریف میں روضہ امام احمد رضا کے اندر ہے۔۔۔۔

○

حجۃ الاسلام کے بعد مفسر قرآن علامہ محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں علیہ الرحمہ آپ کے جانشین ہوئے ۔۔۔۔ آپ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ امام احمد رضا نے اس پوتے کی خوشی میں منظر اسلام کے طلباء کو من بھاتے کھانے کھلائے، مخصوص طلباء کے جوڑے بھی بنوائے۔ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ / ۱۹۰۸ء کو رسم بسم اللہ کے ساتھ ساتھ بیعت و خلافت سے نوازا ۔۔۔۔ فرمایا

"میرا پوتا میری زبان ہوگا" (۲۰۶)

حامد منی وانا من حامد کی بازگشت پھر سنائی دی ۔۔۔۔ جیلانی میاں نے منظر اسلام کی آبیاری کی، درس و تدریس کے ذریعہ مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی (۲۷) "یاد گار رضا" کا اہتمام بھی آپ ہی کے سپرد تھا۔ ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۶۵ء کو بریلی شریف میں جیلانی میاں کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس ماہ مبارک میں حجۃ الاسلام پیدا ہوئے اسی ماہ مبارک میں جیلانی میاں پیدا ہوئے، اور جس ماہ مبارک میں امام احمد رضا کا وصال ہوا اسی ماہ مبارک میں جیلانی میاں کا وصال ہوا۔

جیلانی میاں کے صاحبزادگان میں ریحان رضا خان ریحانی میاں، تنویر رضا خان،

Marfat.com

اختر رضا خاں ازہری، قمر رضا خاں، منان رضا خاں منانی میاں پانچ لڑکے ہوئے، ریحانی میاں، سجادہ نشین ہوئے ــــ ھ ر ء میں ان کا وصال ہوا تو ان کے پانچ صاحبزادگان سبحان رضا خان، عثمان رضا خان، توقیر رضا خان، توصیف رضا خان، تسلیم رضاخان میں سے سبحان رضا خاں سبحانی میاں سجادہ نشیں ہوئے اور بحمد للہ رونق افروز سجادہ ہیں ــــ جیلانی میاں کے دوسرے صاحبزادے علامہ اختر رضا خان اس وقت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خان کے قائم مقام اور مفتی اہل سنت ہیں۔ ان کا علمی و روحانی فیض دور و نزدیک جاری ہے۔ ان کے ایک صاحبزادے عسجد رضا خاں ہیں۔

جیلانی میاں کے چھوٹے بھائی حماد رضا خان نعمانی میاں ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۲۷ھ/۱۹۵۶ء میں کراچی میں انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادگان یزدانی میاں، رحمانی میاں اور نورانی میاں کراچی میں ہیں۔

○

حضرت حجتہ الاسلام کے خانوادہ عالی کی فقیر پر بہت شفقت ہے ــــ علامہ ریحان رضا خان ریحانی میاں جب پاکستان تشریف لائے، فقیر کے غریب خانے پر بھی تشریف لائے۔ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں بھی جب پاکستان تشریف لائے، فقیر کے غریب خانے پر تشریف لائے۔ علامہ قمر رضا خاں اور علامہ منان رضا خاں بھی جب پاکستان تشریف لائے۔

○

فقیر نے علامہ خوشتر صدیقی کی تالیف لطیف "تذکرہ جمیل" سے حجتہ الاسلام کی سوانح کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔ کچھ اپنی یادداشتوں سے بھی اضافہ کیا۔ یہ اس لئے ضروری سمجھا کہ قارئین مختصر وقت میں "تذکرہ جمیل" کی جھلکیاں دیکھ لیں۔ پھر فرصت ملے تو اس کی زیارت کریں اور جو نہ پڑھ سکے وہ اس کے آئینے میں "تذکرہ جمیل" کی زیارت کرلے ــــ "تذکرہ جمیل" یوں تو تقریباً مکمل ہے مگر بعض ابواب کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے، امید ہے کہ آئندہ محنت کر کے ان ابواب

Marfat.com

کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔۔۔

"تذکرہ جمیل" میں مستند روایات پر زیادہ تکیہ کیا ہے۔ حجتہ الاسلام کی تصانیف' مضامین' خطبات' مکتوبات اور معاصر اخبارات و رسائل سے بہت کم استفادہ کیا ہے۔ آئندہ اس ذخیرے کو کھنگال کر مندرجہ ذیل ابواب تیار کئے جائیں۔

۱۔ ایک باب سیاسیات پر مرتب کیا جائے اور اس میں حجتہ الاسلام کے تدبر اور سیاسی بصیرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔

۲۔ ایک باب حجتہ الاسلام کے افکار و نظریات پر قائم کیا جائے۔ اور ان کے مذہبی' ادبی' معاشی' معاشرتی نظریات پر روشنی ڈالی جائے۔

۳۔ ایک باب حجتہ الاسلام کے وصال پر قائم کیا جائے اور اس میں معاصر اخباروں سے چشم دید حالات و کوائف جمع کئے جائیں۔

۴ ۔ جن ماخذ سے استفادہ کیا جائے آخر میں ان کی تفصیلی فہرست دی جائے ۔۔۔۔

امید ہے کہ ان ابواب کے اضافے کے بعد "تذکرہ جمیل" زیادہ جمیل ہو جائے گا ـــــ محققین اہل سنت کو اکابر اہل سنت کے حالات و افکار کی تدوین کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہئے ـــــ آخر میں فقیر' علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی کا تہہ دل سے ممنون ہے کہ انہوں نے اپنی گوناگوں اور ہمہ گیر تبلیغی مساعی کے باوجود "تذکرہ جمیل" مرتب فرما کر اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ـــــ سچ ہے کہ ان کی عدیم الفرصتی کو سامنے رکھا جائے تو "تذکرہ جمیل" کو ان کا اہم کارنامہ کہا جا سکتا ہے۔ اللہ کرے آئندہ بھی ایسے کارنامے سامنے آتے رہیں۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

آمین!

شعبان ۱۴۱۳ھ
۲۴ر جنوری ۱۹۹۳ء

فقیر محمد مسعود احمد عفی عنہ
مقیم کراچی۔ وارد حال سکھر (سندھ)

Marfat.com

شہزادہ امام احمد رضا

مفتی اعظم ہند

☆ سلام اس پر جس نے دلوں پر حکومت کی۔
☆ سلام اس پر جس کی یاد روشنیاں لے کر آتی ہے۔
☆ سلام اس پر جس کا خیال تاریکیاں لے کر جاتا ہے۔
☆ سلام اس پر جس کے قدم نہ ڈگمگائے۔
☆ سلام اس پر جس کی نظر نہ بہکی۔
☆ سلام اس پر جو صراط مستقیم پر رواں دواں رہا۔
☆ سلام اس پر جس نے ملت کو شعور زندگی بخشا۔
☆ سلام اس پر جس نے سب کچھ لٹایا۔
☆ سلام اس پر جس نے کچھ نہ چاہا۔
☆ سلام اس پر جو محبت کا پاسدار تھا۔
☆ سلام اس پر جو غریبوں کا غم گسار تھا۔
☆ سلام اس پر جس نے گرتوں کو سنبھال لیا۔
☆ سلام اس پر جس نے ڈوبتوں کو نکالا۔
☆ سلام اس پر جس نے طوفانوں کے منہ پھیر دیئے۔
☆ سلام اس پر جو یادگار سلف تھا۔
☆ سلام اس پر جو افتخار خلف تھا۔
☆ سلام اس پر جس کا جہاں سارا جہاں تھا۔
☆ سلام اس پر جو فقر غیوز کا علمبردار تھا۔
☆ سلام اس پر تقویٰ شعار تھا۔
☆ سلام اس پر جو علم کا کمال تھا۔
☆ سلام اس پر جو فضل کا جمال تھا۔
☆ سلام اس پر جس نے لوح و قلم کی لاج رکھی۔

Marfat.com

☆ سلام اس پر پاک و ہند میں جس کا سکہ رواں تھا۔

☆ سلام اس پر مداحان رسول جس سے فیض پاتے تھے۔

☆ سلام اس پر گستاخان رسول جس سے خار کھاتے تھے۔

☆ سلام اس پر جس نے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن کئے۔

☆ سلام اس پر جو گفتار و کردار میں اللہ کی برہان تھا۔

☆ سلام اس پر جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔

☆ سلام اس پر جو قدم قدم پر خدا کو یاد رکھتا تھا۔

☆ سلام اس پر جو واصل باللہ تھا۔

☆ سلام اس پر جو باقی باللہ تھا۔

☆ سلام اس پر جس نے اسلام کی آن رکھی۔

☆ سلام س پر جس کے شب و روز خدا کی عبادت میں صرف ہوتے تھے۔

☆ سلام اس پر جس کے رات دن مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوتے تھے۔

☆ سلام اس پر جس کی ہر بات نصیحت تھی۔

☆ سلام اس پر جس نے ہدایت کا حق ادا کر دیا۔

☆ سلام اس پر جس کا مسکن مرکز ارباب صفا تھا۔

☆ سلام اس پر جس کا مدفن مرجع ارباب وفا ہے۔

ہاں وہ کون ہے جس کیلئے آج آنکھ اشکبار ہے؟ ہاں وہ کون ہے جس کیلئے آج دل بے قرار ہے؟ ہاں وہی جو دلوں میں رہتا تھا۔ جو آنکھوں میں بستا تھا۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
آہ! یہ کس کی یادگاری ہے
کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

ذخیرہ

ہاں وہ وہی شہزادہ عالی وقار ہے جو ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ ر ۱۸۹۲ء کو آفتاب بن کر افق بریلی پر جلوہ گر ہوا۔ جس کا نام مرشد نوری نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی"۔ والد گرامی نے "محمد" رکھا اور عرف "مصطفیٰ رضا" تجویز کیا گیا۔

جس ذات سے اس کو نسبت فرزندی تھی۔ وہ وقت کا فرد فرید تھا۔ وہ علوم نقلیہ کا تاجدار تھا۔ وہ علوم عقلیہ کا غواص تھا۔ وہ میدان نقاہت کا شہسوار تھا۔ وہ میدان سیاست کا علمبردار تھا۔ عرب و عجم میں اس کی دھوم تھی۔ سارے جہاں میں اس کا چرچا تھا۔

کون؟ عبدالمصطفیٰ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ شہزادہ عالی جاہ اپنے والد بزرگوار کا عکس جمال تھا۔ اس کے حسن و رعنائی کی بات کیا کیجئے۔ گورا رنگ، نورانی چہرہ، چوڑی پیشانی، لبوں پر تبسم، گفتگو میں حلاوت، کلام میں لطافت، جدھر سے گزرے دیکھ دیکھ کر لوگ دوڑے چلے آتے تھے۔ کشش و دلنوازی کا عجب عالم تھا۔

سینہ خالی کنیم از دلہا
یار بہر شکار می آید
مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بے قرار می آید

اور جس ذات قدسی صفات سے اس کو شرف بیعت حاصل تھا وہ بھی آسمان ارشاد کا آفتاب تھا اور علم و دانش کا مہتاب تھا۔ ایک عالم اس سے فیض یاب تھا۔ کون؟ شاہ ابوالحسن احمد النوری مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔ یہ وہ مقدس ہستی ہے جس کی تعریف میں امام احمد رضا جیسا فاضل اجل یوں رطب اللسان ہے۔

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

Marfat.com

اور جس سے خود امام احمد رضا کو شرف خلافت و اجازت حاصل تھا۔ اس شرف و سعادت پر وہ ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری!

اور سنو سنو وہ کیا کہہ رہے ہیں:۔

(ترجمہ و تفہیم) "میں نے مارہرہ سے کوہ طور پر ایک آگ اٹھتے ہوئے دیکھی ہے، میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اس کی راہبری چاہتا ہوں۔ ہاں مبارک ہیں وہ رہروان منزل جو اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور راہ پائیں۔ کیسی بلند و بالا ہے وہ آگ جس کی چمک دم تاریکوں کو روشن کرتی ہے۔ ہاں یہ چمک جو احمد نوری سے پھوٹ رہی ہے۔ کون احمد نوری؟ ہدایت کا نور۔ تقویٰ کا دریا۔ پاکیزگی کا مہتاب۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ان کی مدد فرمائے!"

شہزادہ عالی وقار کو اپنے شیخ سے ایسی محبت تھی کہ شاعری کی تو تخلص بھی نوری رکھا۔

داغ دل ہم نے نوری رکھا ہی دیا
درد دل کا فسانہ سنا کر چلے

بلاشبہ جس کو ایسا مرشد ملا ہو وہ اپنی قسمت پر کیوں نہ نازاں ہو اور اس کی تربت کیوں نہ فروزاں ہو! پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ مختلف سلاسل طریقت میں خلافت و اجازت اپنے والد ماجد امام احمد رضا سے حاصل کی۔ ان کی صحبت نے کندن بنادیا اور این و آں سے بے نیاز کر دیا۔ خود فرماتے ہیں:

"اب نہ وہ خودی جو بے خود بنائے تھی۔ نہ وہ مدہوشی جو بے ہوش کئے تھی۔ نہ وہ جوانی کی امنگ۔ نہ کسی قسم کا کوئی ترنگ۔"[۱]

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفتی: ملفوظات (حصہ اول) مطبوعہ لاہور ص ۸

Marfat.com

اور وہ وقت بھی آیا جب امام احمد رضا دنیا سے جا رہے ہیں۔ آفتاب عالم تاب غروب ہو رہا ہے اور بے قرار دل دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ مگر سلسلہ بیعت بند ہو چکا ہے۔ شہزادگان کو حکم ملتا ہے کہ وہ بیعت کریں۔ گروہ در گروہ مے گسار چلے آ رہے ہیں اور بھر بھر کر جام و سبو لئے جا رہے ہیں۔ ہاں۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

ہاں شہزادہ عالی جاہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ والد ماجد نے خود اپنی زندگی میں اپنے سامنے بیعت کرایا۔ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا اور ایسا چلا کہ ۶۰ برس تک تھمنے میں نہ آیا۔ اور تو اور جب آپ کا وصال ہونے لگا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کلمات بیعت تلقین فرما رہے ہیں مگر سامنے کوئی نہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوگ جوق در جوق چلے آ رہے ہیں۔ اور ایک ایک کو بیعت فرما رہے ہیں۔ شاید عالم اجسام کا یہ مرشد کامل عالم ارواح اور عالم جنات میں تشنہ روحوں کو بیعت سے سرفراز فرما رہا تھا۔

۲

وہ عاشق رسول تھا۔ عشق ہی نے اس کی زندگی کو فروزاں کیا۔ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے ایک نئے زاویئے سے دیکھا۔ خوب دیکھا اور خوب کہا۔

وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
حسین تم ہو، فتنے مٹا کر چلے

اس لئے ہر بہار، بہار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نظر آ رہی ہے۔ اس لئے ساری بہاروں کی جان یہی بہار ہے۔

Marfat.com

زمین و آسمان کی سب بہاریں آپ کا صدقہ

اللہ اللہ ! محبت کی ایسی لگن کو ۷۸ سال کی عمر میں جب دوسری بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین کیلئے حاضر ہوئے تو ایک روز غار ثور کی زیارت کیلئے چلے۔ شوق کا یہ عالم کہ پہاڑ پر چڑھتے تو چڑھتے ہی چلے گئے۔ جوان و تنومند انسان جو فاصلہ تین گھنٹے میں طے کرتا ہے' آپ نے اڑھائی گھنٹے میں طے کر لیا اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا اور جب گھر واپس تشریف لائے تو چند سیڑھیاں چڑھنا دوبھر ہو گیا۔ بیشک عشق و محبت کے طفیل ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

عشق سراپا یقیں اور یقیں فتح باب

وہ اتباع سنت میں پیش پیش تھا۔ سنت کے سانچے میں خود کو ایسا ڈھالا کہ باید و شاید اس کی ایک ایک ادا ترجمان سنت تھی۔ سنئے سنئے:

ایک غوب جاں بلب ہے۔ عیادت کیلئے قدم اٹھے ہیں کہ اتنے میں خبر آئی کہ گورنر یو پی ملاقات کیلئے حاضر ہو رہا ہے۔ مگر اتباع سنت میں جو قدم اٹھ چکے تھے وہ پیچھے نہ ہٹے۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آج تو وہ آ رہا ہے جس کی دید کیلئے اہل دنیا آرزوئیں کرتے ہیں مگر نہیں نہیں ان حضرات کی نظر میں آنی جانی عہدوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ ان کے مولیٰ نے ان کو وہ عزت دی ہے' زمانہ کا کوئی حادثہ اس کو متاثر نہیں کر سکتا۔ بڑے سے بڑے عہدیدار اور وزیر بادشادہ کی مسند چھن سکتی ہے مگر ان حضرات کے دامن عصمت پر جو ہاتھ ڈالتا ہے' برباد ہو جاتا ہے۔ سچ ہے عزت اللہ کیلئے' اس کے رسول کیلئے اور مومنین ہی کیلئے ہے۔ آج عالم و صوفی' اہل دول کی طرف لپکتے نظر آتے ہیں۔ دنیوی جاہ و جلال ان کو مرعوب کئے دیتا ہے۔ سلام اس پر جس کی نظریں دو عالم سے بے نیازانہ گزر گئیں۔

Marfat.com

عشق و محبت نے اس کو ایسا مست و بے خود کر دیا تھا کہ نہ کسی کی جاہ حشمت نظروں میں جچتی تھی اور نہ مال و دولت۔ ان کے والد گرامی نے ان کو اور اپنے تمام وابستگان کو یہ نصیحت کی تھی:

"تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز نہ کرنا تو درکنار اشاعت دین و حمایت سنت میں جلب منفعت کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصتاً" لوجہ اللہ ہو۔" ۲

اس ہدایت و نصیحت پر ایسا عمل کیا کہ باید و شاید۔ "متاع غرور" سے ایسی نظریں پھیریں کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ سنئے سنئے:

حج بیت اللہ سے بمبئی واپسی ہے۔ ایک مرید باصفا نے ایک گراں قیمت کار اس نیت سے خریدی کہ بمبئی سے بریلی تک اس میں لے جائے۔ راستہ میں مریدوں اور معتقدوں کو ملاتا جائے اور جب بریلی پہنچے تو یہ کار نذر کر دے۔ بمبئی سے روانہ ہوئے۔ جاں نثار و فداکار راستے میں زیارت کرتے رہے۔ بریلی پہنچے۔ تکمیل آرزو کا وقت آگیا ہے۔ مرید وفا شعار دست بستہ کھڑا ہے۔ اپنی کار خدمت اقدس میں نذر گزران رہا ہے۔ مگر ان کی نگاہ کی رفعت کا عالم نہ پوچھئے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

وہ حرماں نصیب اپنی کار واپس لے کر لوٹ رہا ہے۔ مگر حریم جاناں سے محبت لے کر لوٹ رہا ہے۔ جس کی نگاہ میں محبوب سما جائے پھر اور کوئی نہیں سما سکتا۔ ساری آرزوؤں کا حاصل صرف ایک آرزو ہو جاتی ہے۔

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو تو سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

۲۔ ماہنامہ "الرضا" شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاول ۱۳۳۸ھ ص ۹

Marfat.com

آن عالم و عالی سبھی کار کے آرزو مند ہیں۔ جس کو دیکھو دنیا کی طرف لپک رہا ہے۔ مگر وہ گریزاں ہے۔ ایک وہ ہیں جن کے پیچھے دنیا بھاگ رہی ہے اور دنیا سے وہ گریزاں ہیں۔ ہزاروں سلام ہوں اس ہمت بلند پر۔

داہنے ہاتھ سے لینا اور کھانا سنت ہے۔ اس سنت سے اب عوام تو عوام خواص بھی غافل نظر آنے لگے ہیں۔ مگر اس کی نگاہ پاک آخر تک سنت ہی کو تکتی رہی۔ وہ جمال سنت ہی میں محو تھا۔ کوئی خلاف سنت عمل اس کو نہ بھاتا تھا۔ لوگ تعویذ لینے آتے تھے اور تعویذ دیئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک حاجت مند آیا' تعویذ جو عنایت فرمایا' اس نے بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ آپ نے ہاتھ روک لیا۔ برہم ہوگئے۔ نصیحت فرمائی۔ تنبیہہ فرمائی۔ پھر جب اس نے داہنا ہاتھ آگے بڑھایا تو تعویذ عنایت فرمایا۔ بظاہر بات معمولی سی ہے مگر سیرت کی پختگی کا حال انہیں باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

وقت پر نماز ادا کرنے کا خاص اہتمام فرماتے۔ ریل میں سفر کر رہے ہیں۔ ایک سٹیشن پر ریل رکتی ہے نیچے اترتے ہیں اور اطمینان و سکون کے ساتھ نماز شروع کرتے ہیں۔ (یاد رہے کہ آپ کے نزدیک چلتی ریل میں نماز پڑھنا جائز نہ تھا) خضوع و خشوع کا عالم ہے۔ ادھر ریل جا رہی ہے مگر مجال کیا عجلت و اضطراب کا عالم نظر آئے۔ اللہ اللہ ؎

قدسیوں کو بھی رشک اس جمیعت خاطر یہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

نماز ہوتی رہی' ریل چلی گئی' مگر چلتے چلتے رک گئی۔ آگے نہ بڑھ سکی۔ جیسے کسی غیبی طاقت نے قدم پکڑ لئے ہوں۔ بیشک من لہ المولی فلہ الکل۔ جو مولیٰ کا ہو گیا ہر شے پر اس کی حکمرانی ہے۔ نماز ختم ہوئی ریل واپس لوٹی' گارڈ نے معذرت کی پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئی۔

نماز کا یہ اہتمام کرنے والا کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے مرید نماز سے غافل ہو جائیں۔ ایک مرید کی نماز قضا ہوگئی۔ جب وہ مجلس میں آیا تو منہ پھیر لیا اور بات تک نہ کی۔ اہل محبت کیلئے یہ

Marfat.com

معمولی بات نہیں کہ محبوب کے حکم کو نظرانداز کر کے کسی قسم کی تاخیر روا رکھی جائے۔ نماز ہو تو وقت پر ہو۔ محبت بیدار رہنی چاہئے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آج کل پیرو فقیر اور عالموں و عاملوں کے پاس عورتوں کا ہجوم ایک عام سے بات ہے۔ جہاں دیکھئے منہ کھولے چلتی پھرتی اور بیٹھی باتیں کرتی نظر آئیں گی۔ حیا اٹھ گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مگر شہزادہ امام احمد رضا کی تقویٰ شعاری ملاحظہ کریں۔

زنان خانے میں عورتیں زیارت کیلئے حاضر ہیں۔ انتظار ہو رہا ہے۔ جب آپ تشریف لائے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے' آپ نے فورا" اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا "نقاب ڈالو۔ نقاب ڈالو۔" سب نے نقابیں ڈال لیں۔ اللہ اللہ شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو! آج مسجد و معبد میں' خانقاہوں اور درگاہوں میں ہر جگہ غیر محرم کی جلوہ گری ہے۔ تعویذات لینے' قبروں کی زیارت کرنے غول کے غول چلے آتے ہیں۔ سب دیکھتے ہیں کوئی نہیں کہتا کہ نقاب ڈالو۔ احساس تک جاتا رہا۔ محرمات' معمولات بن کر رہ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سلام ہو اس کی آنکھ کی عصمت پر جس نے غیر محرم کو نہ دیکھا اور اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھا۔

Marfat.com

ایسی متبع شریعت اور متبع سنت' ایسی پاک باطن اور پاک نظر شخصیت ہی کو زیب دیتا ہے کہ وہ مسند افتاء پر جلوہ گر ہو۔ ۱۳۲۶ھ ر ۱۹۰۸ء میں عم محترم مولانا حسن رضا خاں کے وصال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام شہزادہ کبیر مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد ہوا اور شہزادہ صغیر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کہ یہ خدمت تفویض کی گئی کہ ملک و بیرون ملک سے آنے والے سوالات کیلئے فتووں کی تیاری میں جب امام احمد رضا کو حوالے کیلئے کسی عبارت کی ضرورت ہو تو وہ کتاب نکال کر حوالے کی نشاندہی کریں اور امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کردیں۔ ہاں اسی خدمت نے آپ کو مفتی بنایا۔ اسی خدمت نے آپ کو مفتی اعظم بنایا۔ اسی خدمت نے آپ کو امام احمد رضا کا دست راست بنایا اور فتویٰ نویسی کی اجازت کی یہ تقریب ہوئی کہ ایک روز دارالافتاء میں فتویٰ لکھنا تھا۔ سب مفتی اپنی اپنی سوچ میں غلطاں تھے۔ آپ بھی ادھر نکل آئے اور بغیر کوئی کتاب دیکھے اسی وقت فتویٰ لکھ دیا۔ جب امام احمد رضا کو دکھایا گیا تو حرف بحرف صحیح نکلا۔ اس طرح آپ دارالافتاء کے مفتیوں پر سبقت لے گئے اور امام احمد رضا کی طرف سے فتویٰ لکھنے کی باقاعدہ اجازت مل گئی۔ ایک مہر تیار کرا کر دی گئی جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

"ابوالبرکات محی الدین جیلانی' آل رحمٰن' عرف مصطفیٰ رضا"

یہ واقعہ ۱۳۲۸ ہجری ر ۱۹۱۰ء کا ہے جب کہ آپ کی عمر شریف صرف ۱۸ سال تھی۔ آپ دارالافتاء میں مولانا ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ' مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کے رفیق رہے اور فتویٰ نویسی میں وہ کمال پیدا کیا کہ پھر آپ کی نگرانی میں بیسیوں علماء نے فتویٰ نویسی کی مشق کی اور مفتی بنے۔ آپ کے "فتاویٰ مصطفویہ" کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ آپ نے درس و تدریس کی طرف بھی توجہ کی۔ دارالعلوم مظہر اسلام قائم کیا۔ جہاں ہند و بیرون ہند کے طلبہ علم دین حاصل کرتے تھے۔ آپ طلبہ پر بہت مہربان تھے۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دعوت کرتے اور اچھے اچھے کھانے کھلاتے۔ امام احمد رضا بھی طلبہ پر بہت مہربان تھے۔ خوشی اور تہوار کے موقعوں پر طلبہ کو لذیذ کھانے پکوا کر کھلایا کرتے تھے۔

Marfat.com

۳

ہمارے علمی اداروں میں یہ محبت و شفقت عنقا ہوگئی۔ اور انگریزی اداروں کی تو بات ہی نہ پوچھئے۔ یہاں طلبہ ' استاذ کیلئے مال تجارت بن کر رہ گئے ہیں۔ پھر طلبہ میں جذبہ اطاعت و محبت بیدار ہو تو کیوں کر ہو۔ شفقت و محبت ختم ہوگئی۔ شفقت عنقا ہو جائے تو محبت بھی عنقا ہو جاتی ہے۔ ہم طلبہ سے محبت مانگتے ہیں۔ مگر محبت تو خود بخود دل سے پھوٹتی ہے۔ مانگنے سے نہیں ملتی۔

درس و تدریس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف سے بھی توجہ کی اور بہت سے رسالے اور کتابیں شائع کیں۔ مذہبیات میں بھی اور سیاسیات میں بھی۔ امام احمد رضا کے ملفوظات چار حصوں میں مرتب کر کے مہجوروں کو امام احمد رضا کی محفل میں بٹھا دیا۔ فراق میں وصال کا لطف آ گیا۔ جو پڑھتا ہے مجلس رضا کا حظ اٹھاتا ہے۔ اور عالم یہ ہوتا ہے:

کھنچی ہے سامنے تصویر یار ' کیا کہنا!

سیاسیات سے متعلق مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور امام احمد رضا کے درمیان مراسلت کو "الطاری الداری" کے نام سے تین حصوں میں مرتب کر کے مورخین کیلئے ایک تاریخی دستاویز مہیا کر دی۔ جو پڑھتا ہے ماضی کو اس آئینے میں دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ اللہ اللہ! ہم سے پہلے میدان سیاست میں کیا کیا ہو چکا ہے۔

۴

شہزادہ امام احمد رضا کی زندگی سراپا حرکت تھی۔ وہ ہر جگہ متحرک نظر آتی ہے۔ ابتداء سے لیکر انتہاء تک حرکت ہی حرکت ہے۔ جب کفر و اسلام کو یکجا کیا جا رہا تھا۔ بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جا رہا تھا۔ شعائر کفر کو اپنایا جا رہا تھا۔ اسلامی شعائر کو مٹایا جا رہا تھا۔ ایک نیا دین بنایا جا رہا تھا۔ تو وہی تھا جو بے تابانہ آگے بڑھا۔ اس کو ملامت کی پرواہ نہ تھی۔ اس نے اسلام کی آبرو پر اپنی عزت و آبرو قربان کر دی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو بچا لیا۔ طوفانی ہواؤں میں اس نے اسلام کی شمع روشن رکھی۔ بجھانے والوں نے اپنی سی کوشش کی مگر اس نے بھی تن من دھن کی بازی لگا دی اور بجھنے نہ دی۔ شاباش اے ہمت مردانہ۔ اور جب کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہا اور ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا۔ ان کی تہذیب و تمدن کو مٹانا چاہا تو وہی تھا جو سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا۔ وہ ایمان و یقین کا پاسدار تھا۔ وہ تہذیب و ثقافت کا محافظ تھا۔ اس نے ملت کی کشتی کو ڈوبنے نہ دیا۔

Marfat.com

اس نے اللہ کے رنگ کو مٹنے نہ دیا۔ وہ انگریزوں کا خیر خواہ نہ تھا۔ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ تھا۔ وہ مسلمانوں کا غمخوار تھا۔

عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں وہ آگے آگے رہا۔ وہ بریلی میں قائم ہونے والی "جماعت رضائے مصطفیٰ" اور "جماعت انصار الاسلام" کا سرگرم رکن رکیں تھا۔ وہ جماعت جس نے مسلمانان عالم اور مسلمانان ہند کی خیر خواہی کیلئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی۔ "جماعت انصار الاسلام" کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں۔ یہ نکات شہزادہ امام احمد رضا کے برادر عم زاد مولانا حسنین رضا خان (ناظم اعلیٰ جماعت انصار اسلام) نے شائع فرمائے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ ان کی نظر میں کس قسم کی سیاست محمود تھی اور وہ مسلمانوں کیلئے کیسا درد رکھتے تھے۔ ملاحظہ ہوں:

☆ حفاظت مقامات مقدسہ اور مظلومین ترک کی امداد و اعانت۔

☆ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں کی حفاظت۔

☆ معاشرتی۔ تمدنی اور اقتصادی مفادات کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی۔

☆ ترک و عرب اتحاد کیلئے کوشش و سعی۔

☆ خلافت شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا مطالبہ۔

☆ مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی ترغیب دینا۔

☆ تجارت بڑھانے کیلئے مسلمانوں کو شوق دلانا۔

☆ مسلمانوں کیلئے اسلامی خزانہ کے قیام اور بیت المال کیلئے کوشش کرنا۔ ۳

۵

الغرض شہزادہ امام احمد رضا نے اپنی زندگی مذہب و ملت کیلئے وقف کر دی تھی۔ وہ ساری عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ انہوں نے تبلیغ و ارشاد کا حق ادا کر دیا۔ ہاں اب وہ اپنے متولی کے حضور حاضری کی تیاری میں مصروف نظر آ رہے ہیں۔ سن شریف ۹۱

۳۔ روزنامہ "پیسہ اخبار" لاہور، شمارہ ۱۳ مئی ۱۹۲۱ء

Marfat.com

ہو چکا ہے۔ ضعف و نقاہت کا عالم ہے، مگر معمولات یومیہ میں فرق نہیں۔ وہی عبادت و ریاضت۔ وہی خدمت خلق جو وقت آنا ہے وہ تو آنا ہی ہے۔ ہاں وہ وقت آگیا جس کے تصور سے دل کانپتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لئے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے

عزیز و اقارب حاضر خدمت میں ہیں۔ جان کنی کا عالم ہے۔ اچانک ارشاد ہوتا ہے پڑھو پڑھو حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھو، سب پڑھو۔ "بیشک اپنے بندوں کیلئے وہی کافی ہے"۔

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دو کہ تو ہمارا ہے

تمام حاضرین باآواز بلند حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھ رہے ہیں اور آپ بھی پڑھ رہے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے اس کے حضور حاضر ہوگئے اور جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا مری جان، جا، خدا حافظ!

اہل محبت اور ارباب وفا کیلئے یہ گھڑی کتنی کٹھن تھی۔ کچھ نہ پوچھئے۔ ہاں۔

زخم وہ دل پر لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے
اور چاہیں کہ چھپا لیں تو چھپائے نہ بنے

۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات رات ایک بج کر چالیس منٹ پر وصال ہوا۔ ہر طرف صف ماتم بچھ گئی۔ خبر ملتے ہی آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ جہاز، ریلیں، بسیں، کاریں جس کو دیکھو

Marfat.com

بریلی کی طرف رواں دواں ہے۔ ایک سیلاب امنڈ پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے شہر بھر گیا۔ ہر طرف انسان ہی انسان۔ راستے بند' چہرے اداس۔ ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء کو بعد نماز جمعہ اسلامیہ کالج' بریلی کے میدان میں نماز جنازہ ہونے والی ہے۔ گھر سے جلوس جنازہ چلا۔ تین چار میل تک جاں نثار ہی جاں نثار نظر آرہے ہیں۔ نوسب سجادہ کچھو چھہ شریف شاہ مختار احمد اشرفی جیلانی فرائض امامت کیلئے موجود ہیں۔ نماز کیلئے صف بندی ہو رہی ہے۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر ہے جو نماز کیلئے حاضر ہے۔ اشکبار آنکھوں کے ساتھ نماز جنازہ ہوئی۔ جلوس جنازہ واپس کوچہ جاناں کی طرف چلا اور پھر اس جسم نازنین کو والد ماجد امام احمد رضا کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ہاں ؎

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

آمین!

ایک محتاط اندازے کے مطابق جلوس جنازہ میں دس لاکھ جاں نثار شریک تھے۔ جو ہند و بیرون ہند سے شرکت کیلئے آئے تھے۔ عالمی حکومتوں کے نمائندے اور سفراء بھی شریک جنازہ تھے۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا تعزیتی پیغام لیکر سفیر پاکستان حاضر ہوئے اور ہندوستان کے سابق صدر فخرالدین علی احمد کی اہلیہ اہل خانہ کی تعزیت کیلئے حاضر ہوئیں۔

مسلمان تو مسلمان' غیر مسلموں نے بھی اس سوگ میں حصہ لیا اور سوگواروں کی ضیافت کی۔ بازاروں میں کڑھاؤ چڑھا دیئے اور صلائے عام دیدی۔ بے دریغ تواضع کی۔

۱۵ر نومبر ۱۹۸۱ء کو فاتحہ سوم ہوئی' جس پر اطراف و اکناف کے لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ ایک اندازے کے مطابق مجلس فاتحہ میں ایک لاکھ قرآن کریم کا ثواب ہدیہ کیا گیا۔

ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور۔ "اعلیٰ حضرت بریلوی نمبر"

شمارہ صفرالمظفر ۱۴۰۳ھ ر جنوری ۱۹۸۳ء

Marfat.com

مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ

مولانا محمد مصطفیٰ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء ۷ جولائی بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح صادق کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ان کا نام محمد اور عرفی نام مصطفیٰ رضا تجویز کیا گیا۔۲ ابتداء میں برادر بزرگ مولانا حامد رضا خاں' شاہ رحیم الٰہی منگوری سے استفادہ کیا اور والد ماجد سے معقولات و منقولات کی تکمیل کی۔۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو شاہ ابوالحسین نوری سے بیعت ہوئے اور ان کے علاوہ والد ماجد نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں بے شمار افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں۔ خلفاء بھی بکثرت ہیں۔ اصل تعلیم و تربیت تو محدث بریلوی نے فرمائی۔۔اساتذہ میں برادر بزرگ علامہ محمد حامد رضا خاں' علامہ شاہ رحم الٰہی صاحب ناگوری' مولانا بشیر احمد علی گڑھی' علامہ ظہور الحسن نقشبندی فاروقی قابل ذکر ہیں۔ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں بعمر اٹھارہ سال علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہوئے اور ۳۸ سے زیادہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ سے دار العلوم منظر اسلام' بریلی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ۱۳۴۷ء تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر دار الافتاء کی ذمہ داریوں کی وجہ سے مخصوص طلباء تک سلسلہ درس و تدریس محدود ہو گیا۔ مفتی اعظم نے دار العلوم مظہر اسلام' بریلی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے۔۳

مفتی اعظم نے فتویٰ نویسی کا فن محدث بریلوی سے سیکھا اور اس میں وہ مہارت پیدا کی کہ مفتی اعظم ہند ہوئے۔ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۱۰ء میں بعمر ۱۸ سال فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا۔ مفتی اعظم نے مجموعی طور پر ۷۰ سال فتویٰ نویسی کے فرائض' انجام

۱۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر: محدث بریلوی' ص ۳۴' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء
۲۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں' مطبوعہ لاہور ص ۸۷
۳۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی' ص ۳۴/۳۵' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

Marfat.com

وجیہ۔ آپ کے فتاویٰ "فتاویٰ مصطفویہ" کے نام سے دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں، جس میں صرف دس سال کے فتوے جمع کئے گئے ہیں۔[۴]

علم و فضل میں مفتی صاحب کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علمائے مکہ سید علوی مکی، سید محمد بن امین مکی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث لی۔ فقاہت میں آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے، آپ نے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں ۱۸ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا تھا آپ نے پہلا حج ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں کیا اور دوسرا ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء میں۔

مفتی صاحب، صاحب فضیلت و کرامت اور صاحب تقویٰ ہیں۔ فتویٰ اور تقویٰ کا یکجا ملنا فی زمانہ نادر نظر آتا ہے۔۔ تصویر کشی کو وہ حرام سمجھتے تھے، اس لئے زندگی بھر تصویر نہ کھنچوائی۔۔ نس بندی کو وہ ناجائز سمجھتے تھے۔ اس لئے حکومت ہند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نس بندی کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کو پورے ہندوستان میں مشتہر کرایا، اس سے ان کی حق گوئی و بے باکی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

انہوں نے اشاعت و تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا، اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء جب شردھانند نے فتنہ ارتداد اٹھایا تو آپ نے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا۔ مفتی اعظم نے ہر کٹھن وقت میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج، لاہور کا سانحہ پیش آیا۔ مفتی اعظم نے انگریزوں اور سکھوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حمایت کی۔[۵] اسی طرح ۱۳۳۵ھ / ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں بھی تاریخ ساز کردار انجام دیا، ملت اسلامیہ پر آپ کا احسان ہے۔

وہ صاحب شریعت اور عامل سنت سنیہ تھے۔ غریبوں سے پیار کرتے تھے اور امیروں سے اجتناب۔ ایک غریب کی عیادت کی خاطر گورنر یو۔ پی اکبر علی خاں سے ملاقات موقوف کر دی اور گورنر ملاقات کئے بغیر چلا گیا۔ اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے۔ دیکھنے والے کہا کرتے تھے کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کی یہی نشانی بتائی ہے۔۔

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی ص ۳۵، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۵ مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء

Marfat.com

مفتی اعظم عالم و عارف، مفتی و فقیہہ اور مدبر و مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے۔ ان کے اشعار میں قدماء کا رنگ جھلکتا ہے۔۔۔ ان کا شعری مجموعہ "سامان بخشش" بریلی سے شائع ہو چکا ہے۔٦

مفتی صاحب شعرو سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے اور نوری تخلص فرماتے تھے' ان کے اشعار میں دل نشینی و دل آویزی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے
شب کو شبنم کی مانند رویا کئے
صورت گل وہ ہم کو ہنسا کر چلے

☆ جو ساقی کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے
ہر دل بنے میخانہ' ہر آنکھ ہو پیمانہ
مست مئے الفت ہے' مدہوش محبت ہے
فرزانہ ہے دیوانہ' دیوانہ ہے فرزانہ
ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے ترا بلبل' پروانہ ہے پروانہ

☆ بد سے بد کو لیا جس نے آغوش میں
کیا کسی سے وہ دامن بچا کر چلے
جن کے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہل زباں
سن کے قرآن زبانیں دبا کر چلے

بہت سے رسائل و کتب آپ سے یادگار ہیں۔ مولفات میں "ملفوظات اعلیٰ حضرت" ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء کے تین حصے اور "الطاری الداری" ۱۳۳۹ / ۱۹۲۰ء کے تین حصے قابل ذکر ہیں اور تصنیفات میں

☆ "تنویر الحجہ" ☆ "الحجتہ الباھرہ" ☆ "القوال العجیب"

☆ "وقعات السنان" اور ☆ "طرق الھدیٰ"

٦۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۵، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

Marfat.com

(صفحہ 80-81 خلفاء گیانفا)

وغیرہ قابل ذکر ہیں۔۷

آپ نے بریلی میں دارالعلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی (جس کے مہتمم مولانا خالد علی خاں صاحب ہیں) اور آپ ہی کے ایماء سے بریلی میں رضا لائبریری اور رضا اکیڈمی قائم کی گئی جس کے لئے مولانا اختر رضا خاں اور مولانا محمد منان رضا خاں کوشاں ہیں۔۸

وہ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کا آئینہ تھے۔۹

مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نے ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۳ نومبر ۱۹۸۱ء کو کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے بریلی میں وصال فرمایا۔ ان کی نماز جنازہ میں دنیا بھر کے ۲۵ لاکھ عقیدت مند شریک ہوئے۔ نماز جنازہ میں اتنا عظیم اجتماع تاریخ میں نہیں ملتا۔۔۔ اس سے مفتی اعظم کے حلقہ اثر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔۔

مفتی اعظم کے بکثرت خلفاء پاکستان' ہندوستان' بنگلہ دیش' ماریشس' یورپ اور امریکہ اور افریقہ وغیرہ میں ہیں۔

علامہ شاہد علی رضوی نے مفتی اعظم کے منتخب تلامذہ کے ۳۵ نام گنوائے ہیں جو سب کے سب تبحر عالم ہوئے۔۔۔ افتاء میں منتخب تلامذہ کے ۳۲ نام گنائے ہیں جو اعلیٰ پایہ کے مفتی ہوئے اور مستفیدین میں گیارہ ممتاز علماءؒ کے نام گنائے ہیں۔۔۔ علامہ موصوف نے مفتی اعظم کی تصانیف اور شروح میں ۴۵ نام گنائے ہیں۔۔۔ مجیب الرضا صاحب مفتی اعظم پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی' بریلی سے پروفیسر وسیم بریلوی کی رہنمائی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں اور نوشاد عالم حنفی بہار یونیورسٹی' مظفر پور سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب قائم مقام مفتی اعظم ہیں۔۱۰

۷۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی' مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

۸۔ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے تفصیلی حالات کے لئے سید ریاست علی قادری کی تالیف "مفتی اعظم ہند" مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء مطالعہ کی جائے۔ (مسعود)

تفصیلی حالات کے لئے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:

☆ ظفر الدین بہاری : "حیات اعلیٰ حضرت" ص ۱۹
☆ محمد احمد قادری : "تذکرہ علمائے اہلسنت" ص ۲۲۳۔۲۲۴
☆ محمد مسعود احمد : "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" ص ۸۸
☆ غلام معین الدین نعیمی : "حیات صدر الافاضل" مطبوعہ لاہور' ص ۱۸۰۔۱۹۰
☆ محمد صادق قصوری : "خلفائے اعلیٰ حضرت" (مطبوعہ کراچی)

۸۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم' امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء

۱۰۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی' ص ۳۶' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

Marfat.com

صدر الشریعتہ مولانا امجد علی اعظمی

مولانا امجد علی اعظمی، مشاہیر اہل سنت میں سے ہیں۔ آپ گھوسی (ضلع اعظم گڑھ) میں پیدا ہوئے، تبحر عالم و مفتی اور حکیم تھے۔

اساتذہ

مولوی ہدایت اللہ خاں جونپوری، مولانا وصی احمد محدث سورتی (م۔ 8 جمادی الاخر ۱۳۳۴ھ۔/۱۹۱۶ء) اور حکیم عبدالوالی لکھنوی آپ کے اساتذہ رہے۔ ۱۳۲۰ھ /۱۹۰۲ء میں سند حدیث حاصل کی۔

تدریس و فتاویٰ

دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) میں مدرس اور دارالافتاء میں مفتی بھی رہے، دارالعلوم معینیہ (اجمیر شریف) میں کچھ عرصہ درس دیا، اور بڑا نام پیدا کیا۔ نواب حبیب الرحمٰن خاں شیروانی مولانا کی تدریسی مہارت کے معترف تھے۔۔ ۱۳۶۷ھ /۱۹۴۸ء کو بمبئی میں انتقال فرمایا۔

اولاد امجاد

☆ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری
☆ مولانا ثناء المصطفیٰ
☆ مولانا ضیاء المصطفیٰ اعظمی اور
☆ مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی

آپ کے صاحبزادے ہیں۔

Marfat.com

تصانیف

آپ کی تصانیف میں فقہ حنفی میں "بہار شریعت" مشہور ہے، مجموعہ فتاویٰ کی چار مجلدات آپ سے یادگار ہیں۔ حال ہی میں "فتاویٰ امجدیہ" کی جلد اول (مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۹ء) بھی ہندوستان سے شائع ہوئی ہے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں بہت سے جامعات کے بانی ہوئے اور اہل سنت میں مشہور و معروف 1

ا۔ حواشی "اکرام امام احمد رضا" ۔ ص ۵۷/۵۸) مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۱ء
حواشی "امام احمد رضا اور عالم اسلام" ص ۴۷، ۴۸ مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۳ء

نوٹ :۔ ماہنامہ "اشرفیہ" مبارک پور، انڈیا نے مارچ۔ اپریل ۱۹۹۶ء کے مشترکہ شماروں کا "صدر الشریعتہ نمبر" شائع کیا ہے۔

Marfat.com

صدر الافاضل

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

سرپرست "السواد الاعظم"

چند ہستیاں ایسی بھی ہیں جو شمع کی طرح جلتی ہیں اور چاندنی کی طرح پھیلتی ہیں۔

شمع کی طرح جئیں بزم گہِ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

وہ چمکتی ہیں اور ایک عالم کو چمکا جاتی ہیں۔۔۔ بجھتی نہیں، بلکہ ایک نئی آب و تاب کے ساتھ پھر طلوع ہوتی ہیں۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

موت اسی کو مارتی ہے جو موت سے ڈرتا ہے، جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے اس کے لئے زندگی ہی زندگی ہے۔

ہو اگر خود نگر خود گر خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

تو ان نہ مرنے والوں میں۔۔۔ ان زندہ رہنے والوں میں۔۔۔ ان چمک کر، چمکانے والوں میں ایک وہ بھی ہے جس کا نام نامی محمد نعیم الدین تھا اور جو مراد آباد کا رہنے والا تھا مگر سارا عالم اس کا عالم تھا۔۔۔ اس نے مہ و پروین پر کمند ڈالی۔۔۔ زمانے نے اس کے قدم چومے۔

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

Marfat.com

برصغیر کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں اس نے اسلام کی شمع روشن کی۔ پھر وہ خود شمع بن کر جلنے لگا۔۔۔ اس کے دل کی دھڑکنوں میں ملت کا نصیبہ انگڑائیاں لے رہا تھا۔۔۔ وہ سوتوں کو جگا رہا تھا۔۔۔ جو جاگتوں کو گرما رہا تھا۔۔۔ وہ دلوں کو برما رہا تھا۔۔۔ اور پھر جو دیکھا گھٹائیں چھٹ رہی تھیں' اجالا ہو رہا تھا۔۔۔ قافلہ منزل پر پہنچ چکا تھا۔۔۔ کانٹے چن رہا تھا' پھول بو رہا تھا۔۔۔ مگر وہ قافلہ کو منزل پر چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو رہا تھا۔

دل تو جاتا ہے اس کے کوچہ میں
جا مری جاں' جا' خدا حافظ

Marfat.com

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ (یکم جنوری ۱۸۸۳ء) کو مراد آباد (یو۔ پی۔ بھارت) میں ہوئی۔ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۰ء میں مدرسہ امدادیہ (مراد آباد) سے دستار فضیلت حاصل کی۔ استاد گرامی مولانا شاہ محمد گل رحمتہ اللہ علیہ عارف کامل اور فاضل اجل تھے' فاضل ممدوح کے عشق و محبت اور علمیت و فقاہت کی ایک جھلک ان کی تالیف "ذخیرہ العقبیٰ فی استحباب مجلس میلاد مصطفیٰ" (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) میں نظر آتی ہے۔۔ آپ کا سلسلہ حدیث براہ راست حجاز مقدس سے مربوط ہے' برصغیر پاک و ہند کے دوسرے سلاسل حدیث کے مقابلے میں آپ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے۔

صدر الافاضل ایسے جلیل القدر استاد کے تلمیذ رشید تھے' وہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے بالخصوص فن حدیث اور علم التوقیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم طب میں بھی مہارت حاصل تھی اور حکیم شاہ فضل احمد امروہوی سے شرف تلمذ تھا' شاعری میں اپنے والد ماجد استاذ الشعرا' مولانا معین الدین نزہت سے فیض حاصل کیا اور نعیم تخلص فرماتے تھے۔ آپ کا دیوان "ریاض نعیم" شائع ہو چکا ہے۔

صدر الافاضل حضرت شاہ محمد گل علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ بیعت کے بعد حضرت شاہ صاحب نے آپ کو حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۵۵ھ) کے سپرد کر دیا۔ صدر الافاضل نے آپ سے استفاضہ کیا اور آپ ہی سے خلافت و اجازت حاصل کی' آپ ہی کی اجازت سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ (م ۱۹۲۱ء) سے بھی خلافت و اجازت حاصل کی۔ صدر

Marfat.com

لافاضل' فاضل بریلوی کے رازدار اور رمزشناس تھے' آپ نے ان کے مشن کو بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا اور مسلمانان ہند کی سیاسی اور مذہبی امور میں رہنمائی فرمائی۔

۱۳۲۸ھ ر ۱۹۱۰ء میں مراد آباد میں آپ نے مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی۔ بعد میں ۱۳۵۲ھ ر ۱۹۳۳ء میں اس مدرسہ کا نام "جامعہ نعیمیہ" قرار پایا۔ اس جامعہ کے فیض یافتہ' اور صدرالافاضل کے تلامذہ پاک و ہند میں بہت سے جامعات کے بانی' بہت سی کتابوں کے مصنف اور بہت سے رسالوں کے مدیر ہیں' مثلاً" یہ حضرات:۔

۱۔ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ (بانی مدرسہ بحرالعلوم مخزن عربیہ کراچی) آج کل یہ مدرسہ چل رہا ہے۔

۲۔ علامہ ابوالحسنات مولانا محمد احمد قادری علیہ الرحمہ-- ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے وقت اجلاس لاہور میں موجود تھے۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں شرکت کی۔ ۱۹۴۸ء میں تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں سرگرمی سے جدوجہد کی۔ جمعیت العلماء پاکستان کے پہلے صدر تھے' آپ کی تصانیف میں یہ قابل ذکر ہیں۔

☆ تفسیر الحسنات (چھ جلدیں)' ☆ ترجمہ کشف المحجوب' ☆ شمیم رسالت
☆ شرح قصیدہ بردہ شریف' ☆ اوراق غم' ☆ صبح نور'
☆ قراطیس المواعظ' ☆ فرشتہ رحمت' ☆ اظہار الانتقام'
☆ مظہرالاسرار' ☆ البیان' ☆ مونس الاطباء وغیرہ وغیرہ

۳۔ ابوالبرکات مولانا سید احمد قادری (ناظم مرکزی مدرسہ انجمن حزب الاحناف، لاہور) آپ ہی کے صاحبزادے علامہ محمود احمد رضوی بخاری شریف کے شارح اور ماہنامہ رضوان (لاہور) کے مدیر ہیں۔

۴۔ ابوالخیر مولانا مفتی محمد نوراللہ صاحب (بانی مدرسہ دارالعلوم حنفیہ' بصیرپور ساہیوال) آپ "فتاویٰ نوریہ" کے مصنف ہیں۔ آپ ہی کی سرپرستی میں یہاں

Marfat.com

سے ماہنامہ "نورالحبیب" نکل رہا ہے۔

۵۔ علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب (دارالعلوم محمدیہ غوثیہ' بھیرہ شریف) آپ کی تفسیر "ضیاء القرآن" شہرت عام حاصل کرچکی ہے' آپ کی سرپرستی اور ادارت میں پنجاب کا منفرد علمی اور مذہبی مجلّہ "ضیائے حرم" بڑی کامیابی سے نکل رہا ہے۔

۶۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی (بانی جامعہ نعیمیہ' لاہور)

آپ کی سرپرستی وارادات میں ماہنامہ "عرفات" نکل رہا ہے۔

۷۔ مولانا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ

آپ کی تالیف "تفسیر نعیمی" مقبول و معروف ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

☆ علم المیراث' ☆ جاء الحق' ☆ شان حبیب الرحمٰن' ☆ سلطنت مصطفیٰ' ☆ دیوان سالک' ☆ علم القرآن' ☆ اسرار الاحکام' امراۃ شرح مشکوۃ شریف (آٹھ جلدوں میں) ☆ نعیم الباری فی شرح البخاری' ☆ نورالعرفان فی حاشیتہ القرآن' ☆ مواعظ نعیمیہ'

☆ فتاوی نعیمیہ'

☆ اسلامی زندگی وغیرہ۔

راقم الحروف ایام نوعمری میں صدرالافاضل کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور ان کی تقاریر سنی ہیں۔ صدرالافاضل ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء سے بہت قبل مسجد جامع فتح پوری' دہلی کی محفل میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ۱۲ ربیع الاول کی شب کو ہر سال تقریر فرماتے تھے' پھر ۱۲ ربیع الاول کو بعد نماز ظہر بھی تقریر فرماتے تھے۔ اس محفل پاک کے بانی راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) تھے۔ صدرالافاضل اور آپ کے درمیان نہایت ہی مخلصانہ تعلقات تھے۔ بارہویں شب مبارک کو محفل میلاد میں شرکت فرمانا ہی اس خصوصی تعلق و محبت کی نشاندہی کرتا ہے۔

صدرالافاضل تبلیغ اسلام اور ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت و حمایت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ اس سلسلے میں آپ نے عیسائیوں اور آریوں

Marfat.com

۔ باصواب مناظرے فرمائے۔ آپ نے اپنے رسالہ "السوادالاعظم" میں بھی ان ہونوں کا رد دیا' مثلاً پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے اسلام اور ۔ ن اسلام پر اعتراضات کے مسکت و مدلل جواب دیئے' مگر تحریر و تقریر میں کسی مقام پر تہذیب و شائستگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا' اس جذباتی دور میں یہ خوبی نہایت ہی قابل تحسین ہے۔۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے المورہ' نینی تال' ہلدوانی وغیرہ کے پہاڑی علاقوں کا دورہ کیا' تبلیغ اسلام کے لئے وہاں قیام فرمایا اور ایک رسالہ "پراچین کال" تحریر فرمایا جو غالباً" پہاڑی زبان میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہی ہے۔۔ اشاعت اسلام کے لئے آپ نے پھیری والوں کے روپ میں اپنے گماشتے بھیجے جنہوں نے گھر گھر جاکر اسلام کو پھیلایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ علماء بالعموم تبلیغ اسلام سے بے خبر تھے' بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کررہے تھے۔

۱۹۱۹ء ر ۱۳۳۸ھ اور ۱۳۳۹ھ ر ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت' تحریک ترک موالات کے جذباتی دور میں آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں تک اسلام کے سچے پیغام کو پہنچایا اور صدر جمعیتہ العلماء ہند کو ہندو مسلم اتحاد کے خطرات سے آگاہ کرکے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے سے روکا۔۔ پھر دہلی جاکر مولانا محمد علی جوہر کو سمجھایا' بالاخر وہ ہندو مسلم اتحاد کی دعوت سے دست بردار ہوکر تائب ہوگئے۔ مولانا محمد اطہر نعیمی اپنے والد ماجد تاج العلما سے اور وہ صدرالافاضل سے روایت کرتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جانے سے قبل مولانا محمد علی جوہر' صدرالافاضل سے ملنے آئے' صدر الافاضل نے پھر ہندو مسلم اتحاد کے نتائج و عواقب کی طرف ان کو متوجہ کیا' اس پر انہوں نے فرمایا:۔

"اگر زندہ رہا تو اس کی تلافی کی کوشش کروں گا"۔

مولانا شوکت علی خود مراد آباد جاکر صدرالافاضل کے دولت کدے پر حاضر ہوئے اور ان کے سامنے ہندو مسلم اتحاد کی حمایت و تائید سے دست کش ہوئے۔۔۔ دونوں بھائیوں کو ہندوؤں کی بے وفائی کا شدید احساس تھا۔

گوکل کی تحریک چلائی گئی تو صدر الافاضل نے اس کے مقابلے کے لئے اعاظم و اکابر اہل سنت کو مراد آباد جمع کیا' جہاں ۱۹۲۵ء ر ۱۳۴۴ھ میں آل انڈیا سنی کانفرنس

Marfat.com

(الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ) کی بنیاد رکھی گئی جس کے ناظم اعلیٰ صدر الافاضل منتخب ہوئے اور مستقل صدر حضرت محدث علی پوری' پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) منتخب ہوئے۔

۱۹۲۴ء / ۱۳۴۳ھ اور ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۴ھ کے درمیان شدھی کی تحریک چلی تو اس کی مدافعت کے لئے صدرالافاضل نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ بریلی میں جماعت رضائے مصطفیٰ قائم کی گئی جس کے تحت اس فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا گیا' صدرالافاضل نے آگرے کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور بالاخر شردھانند کے اس فتنے کا خاتمہ ہوگیا۔

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء میں مراد آباد سے ماہنامہ "السواد الاعظم" جاری کیا اور اس کے ذریعہ مذہبی اور سیاسی میدانوں میں مسلمانان ہند کی رہنمائی فرمائی۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان مولوی ابوالکلام آزاد کے "البلاغ" اور "الہلال" میں بھی مستقل مضامین لکھتے رہے۔ "الہلال" کے قلم کاروں میں شبلی نعمانی ــــ حسرت موہانی اور سید سلیمان ندوی شامل تھے۔ اس شعر سے آپ کے عزم و حوصلہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پا بہ جولاں دیکھئے!
چلئے اٹھئے' اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے
(نعیم)

۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس (لندن) میں جب علامہ اقبال نے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تو آپ نے اس کی پرزور تائید کی اور اس تجویز کے مخالف ہندو اخبارات و رسائل کا خوب تعاقب فرمایا اور اپنے موقف کی حمایت میں نہایت معقول اور دل نشیں دلائل پیش کئے ــ ۱۹۴۰ء / ۱۳۵۹ھ جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس موقع پر آپ کے تلمیذ رشید مولانا ابوالحسنات محمد احمد علیہ الرحمہ موجود تھے اور جلسہ کے سرگرم کارکن تھے۔ ۱۹۴۶ء میں نواب محمد اسماعیل خاں (صدر یو' پی مسلم لیگ) کے ذریعہ قائداعظم کو تار دلوایا کہ جب تک حکومت برطانیہ پاکستان کے مشرقی اور مغربی علاقے کے درمیان ایک بین الاقوامی آزاد علاقہ تسلیم نہ کرلے' تقسیم کی تجویز منظور نہ کریں۔

Marfat.com

۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء میں صدر الافاضل ہی کی کوششوں سے بنارس (بھارت) میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ تاریخی اجلاس ہوئے (یعنی ۲۷ اپریل تا ۳۰ اپریل) اس کانفرنس میں پاک و ہند کے دو ہزار علماء و مشائخ اور ۶۰ ہزار دوسرے حاضرین شریک تھے۔ "قرارداد پاکستان" کی حمایت میں جو تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی اس کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں:-

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے"۔

(خطبہ صدارت جمہوریت اسلامیہ، مطبوعہ (مراد آباد) ۱۹۴۶ء، ص ۲۹)

مطالبہ پاکستان کی حمایت و اشاعت کے لئے صدر الافاضل نے ہندوستان اور پاکستان کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا، حتیٰ کہ مراد آباد سے بنگال تک تشریف لے گئے اور وہاں مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی جو آگے چل کر مشرقی پاکستان کی تعمیر و تشکیل میں معین و مددگار ثابت ہوئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مذکورہ بالا اجلاس کے بارے میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) کے تاثرات قابل توجہ ہیں-- مولانائے موصوف کی ذات تحریک آزادی ہند میں بڑی اہمیت کی حامل ہے-- آپ تحریک خلافت میں علی برادران کے ساتھ رہے-- تحریک شدھی میں اس کی سخت مزاحمت کی-- بنگال میں مولوی حسین احمد کے مقابلے میں مسلم لیگ کے نمائندے کو کامیاب کرایا-- ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور کے تاریخی اجلاس میں قائداعظم کے سامنے قرارداد پاکستان کی حمایت میں پرزور تقریر فرمائی-- ۱۹۴۵ء میں والی دکن اور قائداعظم کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کی-- ۱۹۴۶ء میں علماء کا وفد حجاز لے گئے اور حکومت سعودیہ کو پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا-- الغرض انہوں نے تنہا وہ خدمات انجام دیں جو ایک جماعت کے بس کی نہ تھیں-- ایسا مجاہد جب کوئی بات کہے تو وہ بات معمولی نہیں، بہت وزنی ہے-- آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۴۶ء) کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:-

"میں نے اپنی چوالیس سالہ قومیات کی زندگی میں صدہا کانفرنسیں دیکھیں اور بیسیوں خود منعقد کیں لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی

Marfat.com

کانفرنس کی طرح گزشتہ چالیس سالوں میں کوئی کانفرنس بھی نہ ہو سکی"۔

(غلام معین الدین) حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰۰)

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد صدر الافاضل لاہور اور پھر کراچی تشریف لائے، دستوری خاکہ کے لئے آپ سے عرض کیا گیا لیکن اچانک طبیعت ناساز ہوگئی اور واپس ہندوستان تشریف لے گئے اور پھر وہاں ممالک اسلامیہ اور خلافت عثمانیہ کے دساتیر و قوانین کو سامنے رکھ کر پاکستان کے لئے ایک اسلامی دستور کا خاکہ تیار کرنا شروع کیا، ابھی ۱۱ دفعات لکھنے پائے تھے کہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ (۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء) کو مراد آباد میں وصال فرماگئے۔ مزار مبارک جامعہ نعیمیہ (مراد آباد) کے احاطہ میں واقع ہے۔

صدر الافاضل کی اولاد امجاد میں چار فرزند ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) مولوی ظفرالدین، (۲) مولوی محمد اختصاص الدین،

(۳) جناب ظہیرالدین، (۴) جناب اظہارالدین

"السواد الاعظم" کے مطالعہ سے اتنا پتا چلتا ہے کہ ۲۱ و ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء کو طاعون کی وبا میں یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں فوت ہوگئیں۔ اس وقت صدر الافاضل علی پور تشریف رکھتے تھے اور تدفین کے بعد دولت کدے پہنچے، اس لئے یہ غم معمولی غم نہ ہوگا۔ دو صاحبزادیاں اور تھیں، ایک زوجہ مولوی حکیم سید یعقوب علی (مقیم کراچی) اور دوسری زوجہ حافظ سید حامد علی (مقیم مراد آباد)

صدر الافاضل تبحر عالم اور صاحب بصیرت سیاستدان تھے۔ علمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے "الطاری الداری" کا مسودہ آپ کو دکھایا، اور جب آپ نے بعض ترمیمات کی سفارش کی تو قبول کرلی گئیں۔۔ آپ نے بیس سال کی عمر میں "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ" تصنیف فرمائی۔ ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتب و رسائل آپ سے یادگار ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

☆ تفسیر خزائن العرفان ☆ اطیب البیان ☆ مجموعہ فتاوی

☆ تبرکات صدر الافاضل ☆ سوانح کربلا ☆ کتاب العقائد

☆ ابتدائی ☆ اسواط العذاب ☆ آداب الاخیار

Marfat.com

☆ فرائد النور ☆ کشف الحجاب التحقیقات لدفع التلبیسات ☆ زادالحرمین
☆ ریاض نعیم ☆ گلبن غریب نواز ☆ پراچین کال
☆ احقاق حق ☆ ارشاد الانام فی محفل المولود والقیام ☆ القول السدید وغیرہ وغیرہ

صدر الافاضل کی تصانیف مراد آباد سے بھی شائع ہوئیں اور ادارہ نعیمیہ رضویہ، لاہور، ازہر بک ڈپو (کراچی)، مکتبہ اہل سنت (کراچی) نوری کتب خانہ، لاہور، اور مکتبہ فریدیہ، کراچی نے بھی بعض کتابیں شائع کی ہیں۔

الغرض صدرالافاضل چودھویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر عالم اور ماہر سیاست داں تھے، مذہب و سیاست پر ان کی بہت گہری نظر تھی۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے شائع ہونے والی "تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند" میں پروفیسر عبدالقیوم نے بجاطور پر صدرالافاضل کے لئے ان تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

"مولوی سید نعیم الدین مرادآبادی ایک جلیل القدر عالم دین اور نامور فاضل تھے اور ہزاروں لوگ آپ کے فیض سے بہرہ ور ہوئے، آپ نے "خزائن العرفان" کے نام سے قرآن کریم کی ایک عمدہ تفسیر لکھی ہے"۔ (جلد دوم۔ ص ۴۲۳)

Marfat.com

مآخذ و مراجع

احمد رضا خاں، الاستمداد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۹۱
اقبال احمد فاروقی: حواشی الاستمداد، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶، ص ۹۱، ۹۲
سید محمد محدث کچھوچھوی: خطبہ صدارت جمہوریت اسلامیہ، مطبوعہ بریلی ۱۹۰۶ء، ص ۹
سید محمد جیلانی: المیزان، امام احمد رضا نمبر، مطبوعہ بمبئی ۱۹۷۶ء، ص ۱۸۸
عبدالقیوم پروفیسر: تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد دوم مطبوعہ، لاہور ۱۹۷۶ء
ص ۴۲۳
غلام معین الدین نعیمی: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور
محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۲۶۶ تا ۲۷۴
محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۷۷ تا ۸۰
محمد مسعود احمد: مقالہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (پنجاب یونیورسٹی، لاہور) جلد دہم جز
محمد نعیم الدین مراد آبادی: کتاب العقائد، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء
محمد نعیم الدین مراد آبادی: سوانح کربلا، مطبوعہ کراچی
محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور، ص ۲۵۳
السواد الاعظم (مراد آباد) ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ ر ۱۹۲۱ء ص ۹ تا ۵۶
السواد الاعظم: ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ ر ۱۹۲۸ء
السواد الاعظم: صفر المظفر ۱۳۵۲ھ ر ۱۹۳۳ء
السواد الاعظم: رمضان و شوال ۱۳۵۳ھ ر ۱۹۳۴ء ص ۱۳
الہام (بہاولپور) ۲۱ نومبر ۱۹۷۶ء ص ۴، ۵

نوٹ:۔ بعض معلومات مندرجہ ذیل علماء سے حاصل کیں۔

۱۔ مولانا غلام محی الدین فریدی نعیمی (ابن حکیم غلام احمد فریدی خلیفہ فاضل بریلوی برادر عم زاد صدر الافاضل)

۲۔ مولانا محمد اطہر نعیمی (ابن مفتی محمد عمر نعیمی تلمیذ رشید صدر الافاضل و مہتمم جامعہ نعیمیہ، مراد آباد)

Marfat.com

عبدالباقی مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

جد امجد

مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدر آبادی' متوفی ۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ ر ۱۸۹۹ء۔

والد ماجد

مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری' متوفی ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ ر ۱۹۵۳ء

ولادت

۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ر ۱۸۹۲ء' بمقام جبل پور (مدھیا پردیش' بھارت)

ابتدائی تعلیم

مدرسہ برہانیہ (جبل پور) میں فارسی عم محترم قاری بشیرالدین سے پڑھی' منقولات و معقولات کی تحصیل والد ماجد مولانا شاہ عبدالسلام سے فرمائی۔

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات

ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ر ۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا سے پہلی بار بمبئی میں شرف نیاز حاصل کیا۔

بریلی حاضری

شوال ۱۳۳۲ھ ر ۱۹۱۴ء میں بریلی حاضر ہوئے' دارالافتاء میں امام احمد رضا کے ارشادات قلمبند کئے' دارالعلوم منظر اسلام میں مولانا ظہور حسین مجددی کے درس میں شریک ہوئے' آپ کے ہم درس رفقاء میں مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں اور مولانا امجد علی اعظمی قابل ذکر ہیں' کم و بیش تین سال امام احمد رضا کی خدمت میں رہے۔

Marfat.com

تحصیل علم توقیت

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء میں جب امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے تو وہاں ان سے علم توقیت کی تحصیل کی' امام احمد رضا نے اس فن میں آپ کے لئے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

دستار فضیلت و سند اجازت و خلافت

۲۶ جمادی الاخر ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء کو جبل پور ہی میں امام احمد رضا نے ۴۵ علوم و فنون اور گیارہ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی اور سند عطا فرمائی۔

تحریک ترک موالات

۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی میں تشریف لے گئے' ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں کیں۔

تحریک پاکستان

۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں دورے کئے' سرحد' پنجاب' سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جدوجہد کی' قائداعظم محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط تحریر فرمایا۔

دولت کدہ

جبل پور (مدھیا پردیش' بھارت) میں آپ کی ولادت ہوئی' بحمداللہ تعالیٰ حیات ہیں اور جبل پور ہی میں قیام ہے۔ عمر شریف ۹۰ سے متجاوز ہے' تبلیغ و ارشاد فتویٰ نویسی اور طبابت وغیرہ آپ کے مشاغل علمیہ و روحانیہ ہیں۔

تصانیف

تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب راقم کے علم میں ہیں:-

(ا) اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء) مطبوعہ کلکتہ۔

Marfat.com

(۲) سیتہ الصلوت عن حیل البدعات (۱۳۹۰ھ ر ۱۹۷۰ء) مطبوعہ الہٰ آباد
(۳) البرھان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)
(۴) الاھلال لشہادات رویتہ الھلال (مطبوعہ)
(۵) روح الوردھا لتنقح علی سوالات ھردا (مطبوعہ)
(۶) جذبات بُرہان ، مطبوعہ کراچی
(۷) اکرام امام احمد رضا (مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) مطبوعہ لاہور

اولاد

مندرجہ ذیل صاحب زادگان اور صاحب زادیاں راقم کے علم میں ہیں۔

۱۔ مولانا انوار احمد (کراچی)
۲۔ حکیم مولوی محمود احمد (جبل پور)
۳۔ ڈاکٹر مولوی حامد احمد (جبل پور)
۴۔ عالیہ صدیقہ (زوجہ مولانا حاجی صوفی عبدالودود صاحب)
۵۔ جوہرۃ النیرہ (زوجہ جناب محمد فاروق شریف)

Marfat.com

(احوال۔ عبد الباقی برھان ملت مولانا برھان الحق جبل پوری)

جذبات برہان

برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی سلامی، جبل پوری علیہ الرحمہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ر ۱۸۹۲ء کو جبل پور (مدھیہ پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۵ھ ر ۱۹۸۵ء کو جبل پور ہی میں وصال فرمایا۔۔۔۔۔ آپ نے اپنی ۹۵ سالہ طویل زندگی اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت میں گزاری۔ آپ کے جد امجد حضرت مولانا عبد الکریم حیدر آبادی علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے محبین و مخلصین میں تھے۔۔۔ والد ماجد حضرت عید الاسلام مولانا عبد السلام قادری رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے اجلہ خلفاء میں تھے۔۔۔ آپ کے بھائی مولانا قادری بشیر الدین قاری رضوی علیہ الرحمہ بھی امام احمد رضا کے خلفاء میں تھے۔۔۔ اور خود حضرت مولانا عبد الباقی مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے تلمیذ رشید تھے۔ آپ ہی سے بیعت تھے اور آپ ہی سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔۔۔ غالباً یہ امتیاز صرف آپ کے خاندان کو حاصل ہے کہ آپ کے خاندان کی تین جلیل القدر شخصیات کو امام احمد رضا سے خلافت حاصل تھی۔ اور آپ کے خاندان کو یہ امتیاز بھی حاصل ہوا کہ امام احمد رضا کے خاندان کے باہر آپ کے پہلے خلیفہ حضرت عید السلام مولانا عبد السلام قادری رضوی ہوئے اور حضرت مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے۔۔۔۔۔ جبکہ خاندان کے اندر یہ امتیاز صرف حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں قادری رضوی کو حاصل ہوا کہ وہ پہلے خلیفہ ہوئے اور حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خان آپ کے آخری خلیفہ ہوئے۔۔۔۔ امام احمد رضا نے مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ ۲۵ علوم و فنون اور گیارہ سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت عطاء فرمائی۔۔۔ حضرت برہان ملت چار سال تک امام احمد رضا کی صحبت میں رہے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔۔۔۔۔ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ سے امام احمد رضا کو جو قلبی اور روحانی تعلق تھا، اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل القاب سے ہوتا ہے، جو امام احمد رضا نے ان کے نام اپنے مکاتیب گرامی میں تحریر فرمائے۔

Marfat.com

(۱)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد و الکرم والفضل الاتم احسن الشم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

(۷؍جمادی الاخرہ ۱۳۳۲ھ)

(۲)

بملاحظہ گرامی جناب مولانا المبجل المکرم المعظم المفخم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ ذی الفضائل القدسیہ و الفواضل الانسیہ قامع الرذائل الانسیہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

۴؍جمادی الاخرہ ۱۳۳۳ھ

(۳)

بگرامی ملاحظہ صاحب الفواضل القدسیہ والفضائل الانسیہ حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبدالسلام دامت فضائلہم

(۲۳؍رجب ۱۳۳۳ھ)

(۴)

بشرف ملاحظہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد و الفضل و الکرم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ جامع الفضائل القدسیہ قامع الرذائل الانسیہ عضدی و انسی و بہجتہ نفسی جناب مولانا

Marfat.com

مولوی محمد عبدالسلام صاحب ادام اللہ تعالی برکاتہم واعلی فی الدارین درجاتہم امین!

(۱۴ر ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ)

(۵)

مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ آمین' بملاحظہ عالیہ کامل النصاب جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن زین الزمن عید الاسلام عبدالسلام!

(۱۳ر ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

(۶)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد الاتم و الکرم الاعم وحسن الشیم والعلم والعلم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ عیدالاسلام مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب ادام الہ تعالی معالیہ و بارک ایامہ ولیالیہ واوصلہ من کل شرف عوالیہ و حفظ اولادہ واحبابہ و موالیہ' امین!

(۲۰ر ربیع الاخر ۱۳۳۹ھ)

(۷)

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب سلمہ السلام بالعز والاکرام بہ سامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد و الکرم حامی السنن السنیہ' ماحی فتن الدنیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۴ر جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

Marfat.com

(۸)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد و الکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی شاہ عبدالسلام صاحب عبد السلام دامت برکاتہم

(۱۹ر جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

بنام حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ

(۱)

نور حدیقہ افضال' نور حدیقہ کمال' عزیز بجاں' سعادت نشاں' مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ تبجلیات النور المطلق

(۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ)

(۲)

ولدی الاعز' راحتہ روحی و بہجتہ قلبی' جعلہ اللہ تعالی حق سبحانہ برہان الحق المبین' امین!

(یکم شعبان ۱۳۳۷ھ)

(۳)

نور عینی و درۃ زینی جعل کاسمہ' برہان الحق

(۱۰ر شوال ۱۳۳۷ھ)

راقم نے آپ کا نام ہی سنا تھا' غائبانہ تعارف تھا۔ نہ ملاقات تھی اور نہ مراسلت ـــــــ تقریباً ۱۹۷۹ء میں مراسلت کا آغاز ہوا' راقم کی درخواست پر امام احمد رضا

Marfat.com

کے حوالے سے حضرت برہان ملت نے اپنی یادداشتیں قلم بند کر کے ارسال فرمائیں اور بعض قلمی نوادرات کے عکس بھی ارسال فرمائے ــــ یہ سارا علمی و تاریخی مواد "اکرام امام احمد رضا" کے عنوان سے راقم نے مرتب کیا ــــ جو ۱۹۸۱ء میں مرکزی مجلس رضا، لاہور نے شائع کردیا۔ "اکرام امام احمد رضا" حضرت برہان ملت کے فرزند اکبر حضرت مولانا انوار احمد قادری رضوی سلامی اور فرزند نسبتی حضرت مولانا عبدالودود قادری رضوی سلامی علیہ الرحمہ سے تعارف کا وسیلہ بن گئی ــــ "اکرام امام احمد رضا" حضرت برہان ملت کے ملاحظہ سے گزری، آپ نے پسند فرمایا اور راقم کو دعاؤں سے نوازا ــــ پھر ۱۹۸۳ء میں جب آپ پاکستان تشریف لائے تو کراچی میں ملاقات کی سعادت حاصل کی، آپ کے چہرے پر علمائے حق کا نور و نکھار دیکھا ــــــ آپ کے طفیل آپ کے فرزندان گرامی ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی سلامی، ڈاکٹر محمد حامد احمد قادری رضوی سے سلامی تعارف حاصل ہوا۔

○

امام احمد رضا چودھویں صدی ہجری کے آسمان علم و دانش کے ماہتاب عالم تاب تھے، آپ کے خلفاء و تلامذہ اسی آسمان کی کہکشاں ہیں ــــ ہمارے دانشوروں نے نہ ماہتاب کو جانا اور نہ کہکشاں کو پہچانا ــــــ امام احمد رضا اور علماء اہل سنت و جماعت پر تحقیق کی شدید ضرورت ہے ــــ ان حضرات نے ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑا ہے۔ اس علمی ذخیرے کو منظم و مربوط طریقے سے منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے تو اتنا تو کر سکتے ہیں کہ اپنی تاریخ کے بکھرے ہوئے اوراق کو یکجا کر دیں ــــــ ہماری تاریخ قدیم اخبارات و رسائل اور مخطوطات و مطبوعات میں محفوظ ہے ــــــ اس کو عالم آشکار کریں اور اقبال کی اس نصیحت پر عمل کریں ع

ضبط کن تاریخ را پابندہ شو

اگر ہمیں زندہ و پائندہ رہنا ہے تو تاریخ کو محفوظ کرنا ہوگا ــــــ قومی زندگی میں تاریخ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ہم تاریخ کی روشنی میں قدم آگے بڑھا سکتے ہیں، ورنہ ایک قدم بھی چلنا مشکل ہے ــــــ افسوس ہم کو ابھی تک اس حقیقت کا کماحقہ احساس نہیں ہوا ــــــ جس کو کھونے کا احساس ہو جائے وہ پاتا چلا جاتا ہے۔ اور جس کو کھونے کا احساس نہ ہو وہ کھوتا

Marfat.com

چلا جاتا ہے-----

○

عالمی جامعات کے محققین اور دانشوروں نے بھی ابھی تک علماء مشائخ اہل سنت کی طرف پوری توجہ نہیں دی اس لئے ان کو ان حضرات کی اصل قدرومنزلت کا اندازہ نہیں۔ ان حضرات کا پوری قوم پر عظیم احسان ہے' انہیں برگزیدہ شخصیات میں حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی ذات گرامی نہایت ممتاز ہے' کم از کم جبل پور یونیورسٹی میں موصوف پر تحقیق ہونی چاہئے تاکہ آپ کی حیات اور عہد کے وہ منتشر اوراق یک جا ہو جائیں جو شاید مستقبل میں معدوم ہو جائیں اور ہم ایک قیمتی خزانے سے محروم ہو جائیں۔

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ جلیل القدر عالم و عارف تھے' وہ مدھیہ پردیش (بھارت) کے مفتی اعظم بھی تھے اور قائد ملت بھی -----شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے' مگر شاعری ان کے بلند مقام سے فروتر تھی' انہوں نے نعت گوئی سے اس کو بلند سے بلند تر کر دیا ہے------ وہ شعر جب ہی کہتے تھے' جب دل تقاضا کرتا تھا' جب جذبہ آواز دیتا تھا' جب روح پکارتی تھی ------ اس لئے ان کے ہاں آمد ہی آمد محسوس ہوتی ہے ------ تاریخ زبان و ادب اردو میں علماء مشائخ کو بہت کم جگہ دی گئی ہے ------ ان حضرات کے لئے یہی سمجھا گیا کہ شعر و ادب سے ان کو کیا علاقہ؟ حالانکہ جذبے کی صداقت انہیں کے ہاں ملے گی ------ ان حضرات کے شعری اور نثری ادب میں ایسے اشعار آبدار اور نثر پارے مل جاتے ہیں جس کو پڑھ کر اہل فن حیران رہ جاتے ہیں------

○

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے ۱۹۱۹ء میں نو عمری کے زمانے سے ہی شعر گوئی کی ابتداء کی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شعر گوئی کی طرف ان کا فطری میلان تھا------ وہ مسلسل شعر کہتے رہے' شاید یہ سارا ذخیرہ محفوظ نہ رکھا جا سکا------ ۱۳۳۷ھ تک انہوں نے جو اشعار کہے وہ امام احمد رضا کی نظر سے گزرے اور آپ نے ان کو پسند بھی فرمایا ------ اس کے بعد آپ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ

Marfat.com

الرحمہ کی نظر سے گزرے ـــــــ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے 1404ھ تک جو نعتیں کہیں وہ صاجزادہ ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی سلامی کی فرمائش پر مولانا محمد رمضان عبدالعزیز قادری رضوی برہانی نے جمع کیں۔ پھر صاجزادہ موصوف نے ان کو مرتب کر کے کتابی شکل دی، یہ مجموعہ "جذبات برہان" کے نام سے آپ کے سامنے ہے ـــــــ جیسا کہ عرض کیا گیا اس مجموعے کی اکثر نعتیں مفتی اعظم ہند اور حضرت برہان ملت علیہما الرحمہ کی نظر سے گزر چکی ہیں پھر بھی کتابت کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ناشر کو مطلع فرمائیں۔

اس مجموعے میں پہلے "عرض مرتب" ہے جس میں صاجزادہ ڈاکٹر محمود احمد قادری سلامی نے نعت گوئی ـــ برہان ملت کی شخصیت و شاعری ـــ امام احمد رضا اور حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کے باہمی تعلقات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس کے بعد مولانا محمد رمضان عبدالعزیز قادری رضوی برہانی نے مصنف کا "تعارف" قلم بند کیا ہے جس میں موصوف نے "جذبات برہان" کی جمع و تدوین، حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کے حالات و خدمات اور آپ کی شاعری سے متعلق بہت سے واقعات کا ذکر کیا ہے ـــــــ دونوں حضرات نے حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کے حالات و شاعری پر اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

○

"جذبات برہان" کی طباعت کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۴۰۴ھ ر ۱۹۸۳ء میں حضرت برہان ملت نے یہ مجموعہ اپنے فرزند اکبر حضرت مولانا انوار احمد قادری رضوی سلامی کو طباعت کے لئے ارسال فرمایا ـــــــ حضرت نے اس کا نثری حصہ کتابت کرایا پھر سلسلہ منقطع ہو گیا اور کام موقوف ہو گیا ـــــــ حسن اتفاق کہ ۱۹۹۳ء میں حضرت موصوف غریب خانے پر تشریف لائے اور باتوں باتوں میں اس کا ذکر نکل آیا، راقم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس علمی وادبی ذخیرے کو منظر عام پر آنا چاہئے ـــــــ حضرت موصوف نے راقم کی خواہش پر کتابت شدہ کاپیاں اور بقیہ مسودہ راقم کو عنایت فرمایا ـــــــ جب کوئی کام ہونا ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے اسباب پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں، ۱۹۹۴ء میں کتابت و طباعت پر اخراجات کا اہم مسئلہ سیٹھ محمد ہارون قادری رضوی برہانی نے فراخدلانہ پیش کش کر کے حل کر دیا، اس زمانے میں

Marfat.com

جناب افتخار احمد ملی سے ملاقات ہوگئی، موصوف نے بقیہ مسودہ بہت جلد کتابت کردیا۔۔۔ طباعت کے مرحلے میں عزیز محترم مولانا جاوید اقبال مظہری، زید مجدہ نے بھرپور تعاون کیا۔۔ اس طرح یہ نادر و نایاب ادبی سرمایہ منظرعام پر آرہا ہے۔ مولی تعالی تمام محسنین، معاونین اور مخلصین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور "جذبات برہان" کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین بجاء سید المرسلین، رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ واعلی آلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ

کراچی (سندھ، پاکستان)

۸ر صفرالمظفر ۱۴۱۵ھ

۱۸ر جولائی ۱۹۹۴ء

Marfat.com

علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (م۔1954) کی باکمال شخصیت چودھویں صدی ہجری کے علماء اور مبلغین اسلام میں سرفہرست نظر آتی ہے' انہوں نے تنہا ایک انجمن کا کام کیا' ان کے عزم و حوصلہ کو دیکھ کر صدر اول کی یاد تازہ ہو جاتی ہے' ان کی ذات گرامی میرے لئے اجنبی نہیں' والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ (م۔1966ء) سے ان کے خصوصی مراسم تھے' مفتی اعظم کی خدمت میں ان کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ اور تقریریں بھی سنی ہیں۔

حضرت مولانا میرٹھی عظیم المرتبت عالم و عارف تھے اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ (م۔1921ء) کے جلیل القدر خلیفہ۔۔ امام احمد رضا نے "الاستمداد" میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ 1 آپ کے بڑے بھائی مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (م۔1938ء) بھی امام احمد رضا کے خلیفہ تھے' انہوں نے ملک و بیرون ملک مذہبی اور سیاسی سطح پر کارہائے نمایاں انجام دیئے' "الاستمداد" میں ان کا ذکر بھی موجود ہے 2

(2)

امام احمد رضا صفات جلالیہ اور جمالیہ کے جامع تھے' آپ کے خلفاء میں بعض جلالی تھے۔ اور بعض جمالی ___ حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ جمال رضوی کا آئینہ تھے' چلتا پھرتا امن کا ایک سفیر تھے' ان کی زندگی عالم گیر محبت سے عبارت تھی' انہوں نے حیرت انگیز ایثار و قربانی سے کام لیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

ایک زمانہ تھا جب کہ عدم معرفت کی وجہ سے بعض لوگ امام احمد رضا کے ذکر و فکر سے انقباض محسوس کرتے تھے' غالبا" لوگوں کی اسی تنگ دلی کی وجہ سے حضرت مولانا

1۔ احمد رضا خاں' الاستمداد مطبوعہ لاہور 1976ء ص 95

2۔ ایضا" ص 94

Marfat.com

میرٹھی اور ان کے اخلاف امجاد نے ابتداء میں امام احمد رضا کا زیادہ چرچا نہیں کیا۔۔۔امام احمد رضا کے مخالفین نے ایک عظیم مہم چلا کر اہل علم کو ان سے بد ظن کیا' اور ان کی عزت و ناموس کے درپے ہوئے' شاید ہی کوئی اسلام کا شیدائی ہو جس نے تہمت خلق کے تیز نہ کھائے ہوں۔

من ذالذی ینجو من الناس سالما"

لیکن جو محبوبان خدا' خدا کے لئے اپنی عزت اور اپنی زندگی لٹاتے ہیں وہ مرتے نہیں' جیتے ہیں۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولا کن لاتشعرون۔ تو جب اپنے خیال میں سب مار چکے اور سمجھے کہ وہ مرچکا تو ہاتف غیبی نے اس کی زندگی کا اعلان کیا اور مخالفین و بدخواہوں کا مشنبہہ کیا ہے۔

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ
اشفق علی الراس لاتشفق علی الجبل

امام احمد رضا پر بدنامی اور گمنامی کا ایک زمانہ گزرا ____ ایسا کٹھن وقت کہ اہل علم نام لیتے سہمتے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت مولانا میرٹھی اور ان کے اخلاف نے اپنا مشن جاری کیا' انہوں نے اشاعت اسلام کی خاطر اپنے شیخ امام احمد رضا کا چرچا نہ کیا' لیکن امام احمد رضا تو پہلے ہی اسلام اور شارع اسلام علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر سب کچھ نثار کر چکے تھے[1]

فاذا ابی و والدتی و عرضی
لعرض محمد منکم و قاء

ایک طرف ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف یہ دیکھا گیا کہ اپنے شیوخ والا اساتذہ کی مدافعت کی خاطر اسلام اور شارع اسلام علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی بھی

1۔ امام احمد رضا خان: حسام الحرمین' مطبوعہ لاہور (1906ء)' ص 52

Marfat.com

پرواہ نہ کی گئی۔۔۔ حضرت مولانا میرٹھی کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ اور داماد مولانا فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمہ (م۔1974ء) نے "المرکز الاسلامی" کے نام سے کراچی میں ایک اسلامی ادارہ قائم کیا اس میں بھی امام احمد رضا کا کوئی ذکر و فکر نہ تھا بلکہ عرصہ دراز کے بعد جب امام احمد رضا کی شخصیت سے غبار تہمت و بدنامی ہٹا تو شاید پہلی مرتبہ اس ادارے کے انگریزی ماہنامہ 1 میں امام احمد رضا پر مختصر مضمون شائع ہوا۔ اسی طرح جب جارج برنا ڈشا اور مولانا میرٹھی کے درمیان مکالمے کی روئداد انگریزی میں شائع کی گئی مگر اس کے سوانحی حصے میں امام احمد رضا کا نام تک نہیں۔ مگر جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ ایثار و قربانی اشاعت اسلام کی خاطر کی گئی۔

لیکن اب جب کہ پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں امام احمد رضا کا تعارف ہو چکا ہے اور اہل علم و دانش ور آپ کی عبقریت اور فضیلت علمی کے معترف نظر آرہے ہیں' یہ راز' راز نہیں رہا اور نہ رہنا چاہئے۔

اب راز' راز رہ نہ سکے گا کہ ان کی یاد
پلکوں تک آ گئی ہے چراغاں کئے ہوئے

(3)

علمائے اہل سنت کا یہ خاص امتیاز رہا ہے کہ انہوں نے عقائد کی درستی اور اسلام کی اشاعت کے لئے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ جبکہ بعض دوسرے علماء ہنود سے سیاسی اتحاد کی وجہ سے شاید ہنود میں اشاعت اسلام کی خدمت انجام نہ دے سکے۔ بلکہ کفار و مشرکین ان کی سیاسی زندگی کا جزو لاینفک بن کر رہ گئے۔ یہ ایک تاریخی المیہ ہے۔۔ صرف علمائے حق کی ایسی صاف ستھری تاریخ ہے جو کفار و مشرکین کے ذکر سے پاک ہے۔۔ اگر ذکر ہے بھی تو بانداز مومنانہ اور بہ اسلوب قاہرانہ۔

1- ماہنامہ منارٹ (انگریزی) کراچی' شمارہ اگست 1974ء ص 17 تا 23

2- K.S.ANWARI, ASHAVIAN AND A PHILOSPHER KARACHI, 1970, AE.10TH Edition

Marfat.com

مبلغین میں بعض لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کوشش کی اور کفار و مشرکین سے تعرض نہ کیا' اصلاح کا یہ انداز عافیت کوشانہ ہے۔ بلاشبہ غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینا ہمت کی بات ہے' اس کے لئے علم و فضل' عزم و حوصلہ اور ایمان کامل کی ضرورت ہے' یہ جوا ہر علمائے حق ہی میں نظر آئیں گے

ایں سعادت قسمت شہباز و شاہین کردہ اند

ان علماء حق کی پاک سیرتیں اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے باعث افتخار ہیں حضرت مولانا میرٹھی انہی جلیل القدر مبلغین میں نہایت ممتاز نظر آتے ہیں' انہوں نے اسلام کی اس طرح تبلیغ فرمائی کی تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مولانا میرٹھی کے شیخ مجاز امام احمد رضا نے مندرجہ زل چار چیزوں کی طرف خاص طور پر اپنی توجہ مرکوز کی۔

1۔ فقہ حنفی کے مطابق فتوے نویسی

2۔ تدریس علوم دینیہ

3۔ گستاخان رسول علیہ التحیتہ والتسلیم کی سرکوبی

4۔ تبلیغ دین اسلام

امام احمد رضا کے خلفاء و تلامذہ میں:

☆ بعض حضرات وہ ہیں جو بحیثیت فقیہہ' مفتی مشہور ہوئے

☆ بعض وہ ہیں جو بحیثیت معلم و مدرس مشہور ہوئے

☆ بعض وہ ہیں جو بحیثیت مناظر اسلام مشہور ہوئے

☆ اور بعض وہ ہیں جو بحیثیت مبلغ اسلام مشہور ہوئے

گویا امام احمد رضا کی جامعیت کے مختلف پہلو فردا" فردا" خلفا و تلامذہ میں نظر آتے ہیں

حضرت مولانا میرٹھی اس صدی کے مبلغین اسلام کے قافلہ سالار ہیں' انہوں نے دنیا کے بیسیوں ملکوں کا دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا۔۔۔ جن

Marfat.com

میں پروفیسر بھی ہیں۔۔۔ دانشور بھی ہیں' عمائدین اور اعیان مملکت بھی ہیں' پھر ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو مرید کرکے ان کی روحانی اصلاح بھی فرمائی ____ جشن نزول قرآن (1969ء) میں فلپائنی مندوب ڈاکٹر احمد نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا میرٹھی نے ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا اور وہ خود بھی انہیں کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔

حضرت مولانا میرٹھی دوسری زبانوں کے علاوہ انگریزی زبان پر حیرت انگیز عبور رکھتے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر بھی انگریزی کے ماہر تھے مگر انہوں نے اس سے وہ کام نہ لیا جو مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ نے لیا۔ جاپان کی ایک مجلس میں جہاں آپ نے تقریر فرمائی' ٹوکیو کے پروفیسر این' ایچ برلاس نے انگریزی زبان میں آپ کی مہارت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی آواز کو ترنم ریز و دل آویز قرار دیا ____ راقم کو بھی حضرت مولانا کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی آواز میں بلا کی کشش اور کھنک تھی۔ اردو' عربی انگریزی اور بعض دوسری زبانوں میں بے تکان تقریر کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام کے سلسلے میں حضرت مولانا میرٹھی نے تقریباً" 35 ملکوں کا دورہ کیا۔۔ ۔ عوام سے لے کر خواص تک اور خواص سے لے کر اعیان مملکت تک رابطے قائم کئے اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔۔۔ مختلف ملکوں میں سینکڑوں تعلیمی' علمی' دینی اور رفاہی ادارے قائم کئے۔۔۔ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں' کتب خانے قائم کئے اور اخبارات و رسائل جاری کرائے۔

(4)

خدمت اسلام کے ساتھ حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمتہ نے سیاسیات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔۔ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات میں شریک رہے اور اس سلسلے میں 1922ء میں 6 ماہ قید و بند کی مشقتیں بھی اٹھائیں۔۔۔ 1940ء میں قرار داد پاکستان پاس ہونے کے بعد پاکستان کے لئے جدوجہد کی۔۔۔ 1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس' بنارس کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے۔۔۔ پھر بیرون ہند پاکستان کے لئے

Marfat.com

انتھک کوشش کی۔۔۔1948ء میں اسلامی مسودہ آئین کی تیاری کے سلسلے میں سعی فرمائی۔۔
۔وہ قائداعظم کے قریب تھے اور قائداعظم ان پر اعتماد فرماتے تھے۔
حضرت مولانا میرٹھی کی ہمہ گیر اسلامی مساعی جمیلہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ صلہ عطا فرمایا جو ہر دل کی آواز ہے' سرزمین قدس میں وصال فرمایا اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدوم مبارک میں دفن ہوئے۔

(5)

حضرت مولانا میرٹھی کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی اور داماد و خلیفہ مولانا فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمہ (م۔1974ء) نے آپ کے کام کو سنبھالا اور آپ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ خدمت اسلام کے سلسلے میں دونوں حضرات کی مساعی ناقابل فراموش ہیں۔

(ا) مولانا فضل الرحمن انصاری نے یوں تو بہت سے کام کئے مگر عمر کے آخری حصے میں جو کام کر گئے اور کتاب لکھ گئے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں ہے اور دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے' عنوان ہے:

THE QUR'ANIC FOUNDATION AND STRUCTURE OF MUSLIM SOCIETY. (KARACHI, 1973)

1973ء میں ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل (کراچی) میں اس کتاب کی تقریب رونمائی ہوئی تھی۔ جس میں علماء و دانشور شریک ہوئے اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا' اس موقع پر مسٹر اے۔کے بروہی نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا۔

"اقبال کے انگریزی خطابات تشکیل جدید الہٰیات کے بعد اگر کوئی دوسری کتاب میری نظر میں آتی ہے تو وہ یہ کتاب ہے۔(ترجمہ انگریزی ملخصاً")

اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے فرمایا:۔

"مذہب اسلام کو سمجھنے کے لئے اب تک جو بہترین کوششیں کی گئی ہیں ان میں سے یہ ایک ہے۔

Marfat.com

(ترجمہ انگریزی)1۔

ب: حضرت مولانا میرٹھی کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی' راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز (م۔1966ء) اور برادر بزرگ حضرت مولانا مفتی مظفر احمد علیہ الرحمہ (م۔1971ء) سے خاص تعلق و محبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے عوامی سطح پر مسلمانوں مین بیداری پیدا کی اور اسلام کا شعور بخشا' انہوں نے دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کیا' تحریک ختم نبوت (1973ء) اور تحریک نظام مصطفیٰ (1977ء) میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

"نظام مصطفیٰ" کا نعرہ انہوں نے دیا۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے ہر دل کی آواز بن گیا' تاریخ پاکستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی ــــــ وہ ایک باوقار لیکن بیباک سیاست دان ہیں' ان کی جرات و بیباکی کے واقعات ان کے سیاسی مخالفین نے بیان کئے ہیں ــــ 1958ء میں جب وہ روس کے دورے پر تشریف لے گئے تو لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا' اسی طرح 1971ء میں جب ڈھاکہ میں یحیٰ خاں سے ملاقات ہوئی تو وہ شراب پی رہا تھا' بقول شورش کاشمیری مرحوم یہ منظر دیکھ مولانا نورانی نے فرمایا:۔

"یحیٰ! شراب بند کرو' ورنہ ہم جا رہے ہیں۔ آخر کار اس کو شراب اٹھانا پڑی۔

"

سچ ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

1۔ ماہنامہ 'منارت (انگریزی) کراچی' شمارہ جولائی 1974ء ص 49

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی نے 1977ء میں قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ جس طرح 1922ء میں ان کے والد ماجد حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمتہ نے برداشت کی تھیں۔

ج: نورانی میاں کی والدہ ماجد بھی صاحب عزیمت خاتون ہیں ــــــ نورانی میاں کے ایام اسیری میں جب ان کے عقیدت مندوں نے ہمدردی کے تار بھیجے تو اس خاتون نے جو بیان جاری کیا تاریخ عزیمت میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور قرون اولیٰ کی اولوالعزم مسلمان عورتوں کی یاد دلاتا ہے' انہوں نے فرمایا۔

"میں ان تمام لوگوں کو جو نورانی میاں کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر آزردہ ہیں یہ ہدایت کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اظہار افسوس کے بجائے خدا کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان کے راہنما کو حق بات کہنے اور پھر حق بات کے لئے سختیاں جھیلنے کی سعادت عطا کی ــــــ مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے کہ اس نے عظیم باپ مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کی لاج رکھ لی۔" 1

د: اسی صاحب عزیمت ماں کی صاحبزادی ڈاکٹر فریدہ ہیں جو سالہا سال سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں' انہوں نے پردہ میں رہ کر دین و ملت کی وہ خدمت کی جو دوسری عورتیں پردے سے باہر کر نہ کر سکیں ــــــ کہا جاتا ہے پردہ کی پابندی سے عورت خود اپنی زندگی نہیں بنا سکتی' لیکن ڈاکٹر فریدہ نے عملی مثال پیش کر کے بتایا کہ پردے میں رہ کر نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی زندگیاں بھی بنائی جا سکتی ہیں۔

الغرض حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات ملت مسلمہ کے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں ــــــ وہ خود ہی نمونہ نہ تھے' ان کا سارا گھرانہ نمونہ ہے ــــــ ان کے فرزند ارجمند' ان کے داماد' ان کی اہلیہ' ان کی صاحبزادی سب کے سب دین اسلام کی خدمت کا وہ جذبہ رکھتے ہیں اور وہ کام کر گزرے ہیں جو دوسرے نہ کر سکے۔

1- 22/ مئی 1997ء کراچی

Marfat.com

متعدد کتب و رسائل حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کی علمی یادگاریں ہیں، مگر ان میں سرفہرست وہ تقاریر اور مقالات ہیں جو تقریباً" نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہیں، اگر یہ جمع کر لی جاتیں تو کئی ضخیم مجلدات تیار ہو سکتی تھیں مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا۔ بہرحال اب کوشش کی جا رہی ہے۔

جامع و مرتب مکرمی جناب خلیل احمد رانا نے حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کی ایک جامع و مختصر سیرت لکھ کر عظیم دینی اور ملی فریضہ ادا کیا ہے۔ انہوں نے بڑی حد تک تحقیقی، معیار کو قائم رکھا ہے اور حواشی کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے، جس سے اس کتاب کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔ مولی تعالی ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطاء فرمائے اور جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت و کتابت اور مواد کی فراہمی میں تعاون کیا ہے ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

احقر
محمد مسعود احمد عفی عنہ
سکرنڈ۔ ضلع نواب شاہ۔ سندھ

4/جون 1978ء

Marfat.com

علامہ محمد ظفرالدین رضوی

علامہ محمد ظفرالدین رضوی (م۔ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) پاک و ہند کے ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ "حیات اعلیٰ حضرت" کے مولف مولانا ظفرالدین بہاری ہندوستان کے مشہور و معروف دانشور ڈاکٹر مختارالدین آرزو (سابق صدر شعبہ عربی' مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے والد ماجد اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے ایک مکتوب (محررہ ۵ شعبان ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء) بنام خلیفہ تاج الدین میں مولانا ظفرالدین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "مکرمی مولانا ظفرالدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور بجاں عزیز' ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے مدرسہ منظراسلام میں مدرس ہیں اس کے علاوہ کارافتاء میں میرے معین ہیں"۔
>
> (حیات اعلیٰ حضرت ص۲۴۴)

آپ کا سلسلہ نسب متعدد واسطوں سے محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ تک پہنچتا ہے ــــــ آپ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۰ء کو موضع رسول پور میجر' (ضلع پٹنہ' بھارت) میں پیدا ہوئے۔ شوال ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ (موضع بین' پٹنہ) میں داخل ہوئے اور متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم حنفیہ (بخشی محلہ' پٹنہ) میں چلے گئے' یہاں استاذ العلماء مولانا لطیف اللہ علی گڑھ (م۔ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) کے شاگرد اور شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ/۱۸۱۹ء) کے خلیفہ شیخ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) صدر مدرس تھے۔ فاضل رضوی یہاں ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء تک تعلیم حاصل کرتے رہے پھر ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں کانپور جا کر مولانا احمد حسن کانپوری (م۔ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) سے علوم و

Marfat.com

فنون کی امہات الکتب کا درس لیا' ان کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ کانپور سے پھر علامہ وصی احمد محدث سورتی کی خدمت میں پیلی بھیت حاضر ہوئے جو پہلے ہی یہاں تشریف لا چکے تھے۔ یہاں فاضل رضوی ان کے درس حدیث میں شریک رہے اور حدیث پاک کی سماعت و قرات کی۔

(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) میں فاضل رضوی بریلی میں امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (م۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ عرصے مدرسہ مصباح التہذیب (بریلی) میں پڑھتے رہے اور دارالافتاء رضویہ میں مشق افتاء کرتے رہے۔ پھر جب ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) قائم ہوا تو فاضل رضوی اس کے پہلے طالب علم ہوئے اور فاضل بریلوی سے بخاری شریف اور مسلم شریف از اول تا آخر پڑھیں۔ اس کے علاوہ اقلیدس کے چھ مقالے' تصریح تشریح الافلاک' شرح چغمینی (مکمل)' علم توقیت' علم جفر' علم تکسیر وغیرہ کی بھی تحصیل کی۔ اور تصوف میں "عوارف المعارف" اور "رسالہ قشیریہ" بھی پڑھا ۔۔۔۔ فاضل رضوی کو علم توقیت میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (م ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) بھی اس کے معترف تھے۔ فن حدیث میں ان کی مہارت پر کتاب "جامع الرضوی" شاہد عادل ہے ۔۔۔۔ فاضل رضوی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) سے فارغ ہوئے اور دستار فضیلت حاصل کی ۔۔۔ وہ فتویٰ نویسی میں فاضل بریلوی کے معین بھی رہے۔ سلسلہ قادریہ میں فاضل بریلوی سے محرم الحرام ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد فاضل رضوی مختلف مدرسوں میں بحیثیت مدرس اور صدر مدرس پڑھاتے رہے۔ وہ سب سے پہلے دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) میں مدرس ہوئے۔ پھر فاضل بریلوی کے ایماء پر جامع مسجد شملہ (بھارت) میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ۔۔۔۔ (۱۳۲۳ھ/۱۹۱۲ء) الغربا آرہ چلے گئے۔ سال بھر بعد مدرسہ شمس الہدیٰ' پٹنہ میں استاد تفسیر و حدیث مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کے اواخر میں مدرسہ خانقاہ کبیرہ (سہسرام) میں بحیثیت صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۱ء میں جب مدرسہ شمس الہدیٰ حکومت کے زیر اثر آیا تو فاضل

Marfat.com

رضوی یہاں بلائے گئے ـــــ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں سہسرام میں منتقل ہو کر مدرسہ شمس الہدیٰ میں آ گئے اور فنون کی اعلیٰ کتابوں کی درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔ حدیث، فقہ اور ہیأۃ میں ان کا درس دور و نزدیک مشہور ہوا۔ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء میں وہ مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل ہو گئے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ریٹائر ہو گئے۔

۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء سے ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء تک فاضل رضوی، ظفر منزل شاہ گنج، پٹنہ میں مقیم رہے۔ ۲۹ شوال ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء کو کیہار میں جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم کے صدر مدرس ہوئے۔ ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۰ء میں علالت کی وجہ سے واپس ظفر منزل، پٹنہ آ گئے ـــــ ۱۹ جمادی الاخر ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو شب دو شنبہ انتقال فرمایا ـــــ "فاضل بہار" آپ کا مادہ تاریخ وفات ہے ـــــ مزار مبارک محلہ شاہ گنج، پٹنہ (بھارت) میں ہے۔ نرینہ اولاد میں اس وقت پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو یادگار ہیں جو بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ عرصہ دراز تک مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں صدر شعبہ عربی اور ڈین رہے۔ آج کل جامعہ اردو، علی گڑھ میں نائب شیخ الجامعہ ہیں ـــــ

فاضل رضوی کی تصانیف کی تعداد ۷۰ سے زیادہ ہے۔ چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ المجمل المعدد لتالیفات المجدد (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)
۲۔ الجواہر الیواقیت ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء
۳۔ موذن الاوقات (۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء)
۴۔ اعلام الاعلام باحوال عرب قبل الاسلام (۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء)
۵۔ نہایۃ المنتہی شرح ہدایۃ المبتدی (۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء)
۶۔ الافادات الرضویہ (۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء)
۷۔ صحیح البہاری (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) چھ مجلدات
۸۔ تسہیل الوصول الی علم الاصول (۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء)
۹۔ نافع البشر فی فتاویٰ الظفر (۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء)
۱۰۔ الانوار اللامعہ من الشمس البازغہ (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)

Marfat.com

۱۱۔ الفوائد التامہ فی اجوبتہ الامور العامہ (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)
۱۲۔ تحفتہ العظما فی فضل العلماء (۱۳۶۵ھ/۱۹۳۶ء)
۱۳۔ حیات اعلیٰ حضرت (مظہر المناقب) ۱۹۳۸ء —— چار مجلدات
۱۴۔ زوج الایائی (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء)
۱۵۔ دلچسپ مکالمہ (۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء)
۱۶۔ نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال ثواب (۱۳۴۵ھ/۱۹۳۷ء)
۱۷۔ تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)
۱۸۔ سد الفرار لمہا جری بہار (۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء)۔

ماخذ و مراجع

۱۔ حسن رضا اعظمی: فقیہہ اسلام' پٹنہ ۱۹۸۱ ص ۲۳۸۔ ۲۴۳
۲۔ عبد المجتبی رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ' بنارس ۱۹۹۰ء ص ۴۶۱
۳۔ محمد ظفرالدین بہاری' حیات اعلیٰ حضرت' جلد اول' کراچی' ص ۲۲۴
۴۔ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہلسنّت' کانپور ۱۹۷۷ء' ص ۱۱۳' ۱۱۹
۵۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی' مطبوعہ سیالکوٹ' ص ۹۳
۶۔ معارف رضا' کراچی ۱۹۸۹ء' ص ۲۲۷۔ ۲۳۴

Marfat.com

حضرت محدث کچھوچھوی ----- چندیادیں

فقیر نے ۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۶ء کے درمیان حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی کئی بار ہندوستان میں زیارت کی' پاکستان میں بھی ایک بار شرف نیاز حاصل کیا۔ حضرت والد ماجد مفتی محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے دیرینہ مراسم تھے۔ حضرت ممدوح ہمارے ہاں مسجد فتح پوری' دہلی میں منعقد ہونے والی ۱۲ ربیع الاول شریف کی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی کبھی تشریف لاتے اور اسی ماہ مبارک میں فراش خانہ' دہلی کے باہر منعقد ہونے والی سہ روزہ محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت فرماتے۔ یہ محافل مبارک حکیم محمد تقی مرحوم اور حکیم مصباح الدین منعقد کیا کرتے تھے۔

حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ بڑی باوقار شخصیت کے مالک تھے' دراز قامت' گول چہرہ' کشادہ' پیشانی' بڑی بڑی آنکھیں' بھرواں داڑھی' گرجدار آواز' خوش لباس' پیکر اقدس پر سنہری حاشیہ دار جبہ' سر پر تاج نما عمامہ ----- جب محفل میں آتے شاہانہ آن بان کے ساتھ آتے۔ ان کی تقریر میں بڑی گھن گرج تھی' جب تک تقریر کرتے سامعین پر سکوت چھایا رہتا' کوئی ٹس سے مس نہ ہوتا ----- بلند مضامین کو عام فہم مثالوں سے سمجھا دیتے۔ کبھی رلاتے' کبھی ہنساتے' کبھی حیرت زدہ کر دیتے سامعین کے دلوں کو تھامے رہتے۔

جب کبھی دہلی تشریف لاتے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے معتقد خاص حکیم معین الدین مرحوم اپنے ہاں مدعو کرتے' حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی' اور برادران گرامی کے ساتھ فقیر بھی شریک دعوت ہوتا۔ حکیم صاحب مرحوم سری بڑی لذیذ پکوایا کرتے تھے' لذت میں ان کا خلوص بھی شامل ہوتا جو لذت کو دوبالا کر دیتا ----- حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی مراسلت بھی تھی۔ ان کے مکاتیب گرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت والد ماجد سے کیسی الفت و محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے صاحب زادگان' خلفاء و تلامذہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے محبت و عقیدت رکھتے تھے اور تشریف لاتے تھے۔

فقیر نے حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی پاکستان میں بھی زیارت کی' ایک بار بہاولپور تشریف لائے ہوئے تھے۔ فقیر بھی وہاں گیا ہوا تھا۔ فقیر کے بہنوئی قاری سید محمد حفیظ

Marfat.com

الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ حضرت محدث کچھوچھوی سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاں مدعو کیا، از راہ کرم تشریف لائے، فقیر بھی شریک دعوت تھا۔ اس روز عید گاہ میں حضرت محدث کچھوچھوی کی تقریر تھی، جہاں اہل سنت کے علاوہ دوسرے حضرات بھی تھے حضرت کی تقریر سن کر سب ہی دم بخود نظر آرہے تھے، حضرت کی تقریر کا نرالا انداز پھر کہیں نظر نہ آیا۔۔۔

حضرت محدث کچھوچھوی کی طبیعت میں مزاح بھی تھا مگر اتنا جتنا آٹے میں نمک ۔۔۔ فراش خانہ دہلی کے باہر ایک بار محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسٹیج پر حضرت تشریف فرما تھے، قریب ہی فقیر بھی بیٹھا ہوا تھا۔ عمر دس بارہ سال کی ہوگی ۔۔۔ فضا اچانک نعروں سے گونجی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا محمد عارف اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ خراماں خراماں تشریف لاتے نظر آئے ۔۔۔ وہ بڑے حسین وخوبصورت تھے۔ سفید چمکدار چہرہ اس پر سنہری عینک، سرخ کوٹ نما عبا، اس پر سنہرے بٹن، سر پر عمامہ ۔۔۔ بڑے دل کش نظر آرہے تھے۔ ابھی وہ اسٹیج تک پہنچے ہی تھے، حضرت محدث کچھوچھوی نے فقیر کے کان فرمایا " دلہن آرہی ہیں" ۔۔۔ واقعی حسن وجمال میں وہ دلہن ہی معلوم ہو رہے تھے۔ اللہ اکبر! کیسے کیسے نورانی پیکر آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں!
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں!

حضرت شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی فقیر سے بہت محبت فرماتے تھے، ان کے والد ماجد مولانا محمد حبیب اللہ میرٹھی امام احمد رضا کے خلیفہ تھے، حضرت شاہ صاحب کے پاس امام احمد رضا بریلوی کے کئی مکاتب گرامی محفوظ تھے، جو موصوف نے انتقال سے کئی سال قبل فقیر کو عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پاک کو نور سے بھر دے۔ آمین۔

حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے ذکر سے اکابرین کے نورانی چہرے ایک ایک کرکے نظروں کے سامنے آگئے۔ اللہ اکبر! کیا زمانہ تھا کہ گزر گیا! ۔۔۔

فروغ شمع تو قائم رہے گا بروز محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

۲۰؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء

Marfat.com

مولانا قاضی عبدالوحید عظیم آبادی

قاضی عبدالوحید' ہندوستان کے مشہور و معروف قاضی عبدالودود بیرسٹر بانکی پور کے والد تھے' موصوف امام احمد رضا سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی' موصوف کی ادارت میں پٹنہ سے ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" نکلا کرتا تھا'
رجب ۱۳۱۸ھ میں مدرسہ حنفیہ اہل سنت' پٹنہ کے عام اجلاس میں شرکت کی۔ یہ اجلاس مسلسل ایک ہفتہ جاری رہا' یعنی ۷ رجب سے ۱۳ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء تک'
قاضی عبدالوحید صاحب نے "دربار حق و ہدایت" کے نام سے اس کی روئیداد مرتب کی تھی جو ۱۳۱۸ھ۔/۱۹۰۰ء میں مطبع حنفیہ' پٹنہ میں طبع ہوئی۔ آپ نے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء انتقال فرمایا۔ 1
امام احمد رضا آپ کے وصال سے قبل ۱۸ ربیع الاول کو پٹنہ پہنچ گئے اور جنازے میں شریک تھے۔ مہتمم رسالہ "تحفہ حنفیہ" (پٹنہ) مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جنازے کے ہمراہ جاتے ہوئے راستے ہی میں امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل تاریخیں کہیں

☆

یا اکرم الخلق انت الکریم — اکرم القاضی عبدالوحید
قال الرضا فی الدعا حین ارخ — ارحم القاضی عبدالوحید

(۱۳۲۶ھ)

☆

وھب المتقون من جناب وعیون (۱۳۲۶ھ) 2

(بحوالہ ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" پٹنہ شمارہ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ' ص ۴۱)

1۔ حواشی "اکرام امام احمد رضا" ص ۴۵-۴۶ مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۱
2۔ حواشی "امام احمد رضا اور عالم اسلام' ص ۴۷-۴۸ مطبوعہ کراچی' ۱۹۸۱ء

Marfat.com

علامہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی مدنی

(۱)

انسان' انسان ایک جیسے نہیں ---- اس رنگارنگ کائنات میں کوئی شے ایک جیسی نہیں --- انسان کو انسان پر اور انسانوں کو انسانوں پر برتری حاصل ہے ---- یہ قانون الٰہی ہے ---- اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ انسان' انسان ایک جیسے ہیں تو اس کی سمجھ ابھی تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے' روشنی میں نہیں آئی ---- روشنی بھی عجیب دولت ہے' حقائق سے پردے اٹھا کر جلوے دکھاتی ہے ---- پھر وہ کچھ نظر آتا ہے جو آنکھ نہیں دیکھ سکتی' وہ صدائیں آتی ہیں جو کان نہیں سن سکتے' وہ خوشبوئیں مہکتی ہیں جو ناک نہیں سونگھ سکتی' لطف آتا ہے جو زبان نہیں چکھ سکتی ہے اور وہ کیف و سرور محسوس ہوتا ہے جس کو چھو کر نہیں پا سکتے ---- یہ جلوے حواس ظاہری کی پہنچ سے بہت بلند ہوتے ہیں۔

ایک انسان وہ ہیں جو دنیا کے ہاتھ بک گئے اور ایک انسان وہ ہیں جن کو ان کے مولیٰ نے خرید لیا ---- بھلا یہ دونوں ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟ ---- نسبتوں سے پستیاں بھی ملتی ہیں اور بلندیاں بھی ---- پست وہ ہیں جنھوں نے پستیوں سے نباہ کیا اور بلند ہیں جنھوں نے بلندیوں سے پیار کیا ---- حسین اور بلند و بالا سیرتیں بھی اللہ کی نشانیاں اور نعمتیں ہیں ---- یہ انسان کو بناتی ہیں' یہ ماحول کو روشن رکھتی ہیں ---- ان کا وجود اللہ کی دلیل ہے' ان کا شعور اللہ کی برہان ہے ---- ایسی ہی ایک ہستی ---- جس کو آسمان ایک صدی تک تکتا رہا' جس کو زمین ایک صدی تک دیکھتی رہی ---- جس نے زندگی کوئے یار میں گزاری' جس نے جاں' حریم جاناں میں واری ---- ہاں وہ عارف کامل' عالم جلیل ہے جس کا نام نامی مفتی محمد ضیاء الدین ہے' جس کو قادری رضوی نسبتیں حاصل ہیں ---- وہ انہیں برگزیدہ ہستیوں میں تھا' زندگی جن پر ناز کرتی ہے' نوع انسانی جن پر فخر کرتی ہے ---

Marfat.com

آیئے اس کی باتیں کریں' اس کے احوال سنیں۔

(۲)

شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء الدین قادری رضوی مدنی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ عہد جہاں گیری کے مشہور عالم علامہ محمد عبدالحکیم سیال کوٹی علیہ الرحمہ تھے جنھوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو "مجدد الالف الثانی" کے لقب سے پہلی بار یاد فرمایا۔ پھر یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ ان کی پہچان قرار پایا۔۔۔۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء) میں سیال کوٹ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری اور مولانا غلام قادر بھیروی وغیرہ سے حاصل کی پھر ہندوستان میں محدث کبیر علامہ وصی احمد محدث سورتی کی خدمت میں پیلی بھیت (یو۔ پی) حاضر ہوئے۔ علامہ موصوف امام احمد رضا بریلوی کے جگری دوست تھے' چنانچہ اسی تعلق کی بنا پر حضرت مدنی علیہ الرحمہ ساڑھے تین سال تک مسلسل پیلی بھیت سے بریلی حاضر ہوتے رہے' حتیٰ کہ امام احمد رضا کے منظور نظر ہو گئے اور ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں سلسلہ قادریہ کی اجازت و خلافت سے نوازے گئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں استاد محترم علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔۔۔۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے بکثرت مشائخ سے فیض حاصل کیا اور اجازات حاصل کیں۔۔۔۔ ان کے شیوخ میں امام احمد رضا بریلوی اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی' علیہما الرحمہ کے علاوہ یہ مشائخ قابل ذکر ہیں:

سید حسین الحسنی کردی' شیخ احمد الشمس مالکی القادری مراکشی المدنی' سید عبدالرحمن سراج مکی' شیخ محمد ہاشمی' علامہ بدرالدین حسنی شامی' شیخ احمد شریف السنوسی طرابلسی' علامہ عبدالباقی فرنگی محلی مہاجر مدنی' شیخ امین قطبی' شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی' علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی' شاہ علی حسین اشرفی' شیخ نور سیف کچھوچھوی' شیخ ابوالخیر' شیخ سید احمد الحریری' شیخ سیدی صباغی' شیخ علوی وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمہ ۲۴ سال کی عمر میں امام احمد رضا سے اجازت لے کر کراچی آئے پھر بغداد شریف چلے گئے جہاں نو برس قیام فرمایا۔ اس عرصے میں مختلف شیوخ سے اجازت و خلافت حاصل کی جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ ۱۳۲۷ھ ۱۹۱۰ء میں آپ بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ اس وقت ترکوں کی حکومت تھی اور اسلامی تہوار بڑی دھوم دھام سے منائے جاتے تھے' جبر و قہر کا یہ ماحول نہ تھا جو اب ہے۔ ترکی حکومت کا خاتمہ اور سعودی خاندان کا غلبہ آپ ہی کے سامنے ہوا۔ آپ بہت سی خونچکاں داستانوں کے عینی شاہد تھے۔ نجدی حکومت نے جب اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے مزارات اور قبے ڈھانے شروع کئے تو برطانیہ کے محکمہ جاسوسی نے ان عزائم کی تکمیل کے لئے بعض مفتیوں سے جواز کے فتوے لئے' جس کا ذکر ایک جاسوس ہمفرے نے اپنی یادداشت (مطبوعہ لاہور) میں کیا ہے۔ آپ کے سامنے بھی فتویٰ پیش کیا گیا' مگر آپ نے دہشت و بربریت کے اس ماحول میں بھی دستخط نہیں فرمائے اور صاف انکار کر دیا۔ اس سے دین پر آپ کی استقامت اور جرات و بے باکی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کو نجدی حکومت کی طرف سے ڈرایا دھمکایا گیا مگر

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے تقریباً ۶۷ سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اس طویل عرصے میں ماسوائے حج کے صرف تین بار مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے۔ پہلی بار ترکوں کے زمانے میں ترکی تشریف لے گئے' دوسری بار دربار رحمت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ پاکر ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء میں امام احمد رضا کی عیادت کے لئے بریلی حاضر ہوئے۔ (آپ کی واپسی کے بعد ۲۰ صفر ۱۳۴۰ھ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن اذان جمعہ کے وقت امام احمد رضا وصال فرما گئے)۔۔۔۔ تیسری بار اپنے صاحب زادے مولانا فضل الرحمٰن قادری کے علاج کے لئے حیدر آباد دکن تشریف لے گئے' ان موقعوں کے علاوہ کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قوی نسبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ سنت نبوی کا پیکر تھے' کیا اعمال و افکار اور کیا اخلاق و عادات۔۔۔۔ آپ کریم

Marfat.com

النفس، محبت نواز، شفیق و خلیق، متواضع، منکسر المزاج، مہمان نواز، سخی و فیاض، عالم شریعت، واقف اسرار طریقت، حافظ قرآن سلف کی یادگار تھے۔ جو آپ کو دیکھتا خدا یاد آتا۔۔۔ آپ عقائد کی صحت اور نماز کی پابندی کی تاکید فرماتے، افتراق و انتشار سے الگ رہنے کی تلقین کرتے، جس کو محبت رسول میں سرشاری مل جائے، پھر وہ دوست و دشمن کسی کی طرف آنکھ اٹھاکر نہیں دیکھتا۔۔۔

(۳)

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کو نعت کا بڑا ذوق و شوق تھا۔ امام احمد رضا کے کلام کی گونج مسجد نبوی کے زیر سایہ آپ کے دولت کدے میں سنائی دیتی۔ عشاء کے بعد بلاناغہ محفل نعت ہوتی اور آخر میں امام رضا کا مشہور سلام پڑھا جاتا جس کی گونج آج سارے عالم میں سنی جارہی ہے۔۔ امجد حیدر آبادی کی مشہور نعت جس کا مطلع ہے۔

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی محفل نعت میں خود امجد حیدر آبادی نے سنائی تھی، پھر وہ ایسی مشہور ہوئی کہ ہر زباں کا ترانہ بن گئی۔۔۔ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں محفل میلاد ہوتی حضرت مدنی علیہ الرحمہ کو ضرور دعوت دی جاتی اور آپ تشریف لے جاتے۔ آپ پابندی کے ساتھ ۲۵ صفر المظفر کو امام احمد رضا کا عرس کرتے، ۱۲ ربیع الاول کو محفل میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۶ رجب کو مجلس معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۷ رجب کو محفل شب معراج، ۱۵ شعبان کو مجلس شب برات منعقد کرتے۔۔۔ خلفاء اربعہ اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم کے ایام ضرور مناتے۔۔۔ الغرض آپ کا دولت کدہ نجدی اثرات سے بالکل مامون محفوظ تھا، یہ محبت و عشق کا گہوارہ تھا، جہاں جوق در جوق اہل محبت آتے جن میں عرب و عجم کے علماء بھی ہوتے اور ایسے ادب سے دو زانو بیٹھتے جیسے استاد

Marfat.com

شاگرد کے سامنے بیٹھتا ہے' بے شک یہ آپ کے زہد و تقویٰ اور عشق و محبت کی ہیبت تھی۔۔

(۴)

حضرت مدنی علیہ الرحمہ ۷۵ سال کے طویل عرصہ تک در محبوب کی دربانی کے فرائض انجام دیتے رہے' پھر وہ وقت آیا جو ہر ذی حیات پر آتا ہے۔۔۔ بستر علالت پر آرام فرمارہے ہیں' مگر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجی ہے' حتیٰ کہ ہسپتال میں بھی "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کی صدائے دل نواز گونج رہی ہے۔۔۔ ہاں وہ آنے والا وقت آگیا' آج ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء جمعہ کا مبارک دن ہے' ادھر جمعہ کی اذان ہو رہی ہے اور ادھر حضرت مدنی علیہ الرحمہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتے ہوئے جان عزیز جاں آفریں کے سپرد فرمارہے ہیں۔۔۔ خدا کی شان ہے' آپ کے پیرو مرشد امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی جمعہ کے دن' اذان جمعہ کے وقت وصال فرمایا تھا' یہ عجب حسن اتفاق ہے!

امام احمد رضا کی آرزو تھی۔

آستاں پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
پھر تو اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

امام احمد رضا آستاں پہ نہ رہے' تو ان کا دل رہتا تھا اور ان کے فرزند معنوی حضرت مدنی علیہ الرحمہ امام احمد رضا کی آرزو کی تکمیل کے لئے مسجد نبوی کے باب مجیدی کے قریب جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر رہے ہیں۔۔۔ اور جان جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کا جنازہ باب رحمت سے مسجد نبوی میں داخل ہوا' محراب نبوی میں رکھا گیا' ساری دنیا کے حجاج اور مدینہ منورہ و مکہ معظمہ اور دیگر اسلامی ممالک کے مسلمان شریک جنازہ تھے' نماز جنازہ مفتی محمد علی مراد شامی نے پڑھائی جو آپ کے خلیفہ ہیں' اس کے بعد جنازہ تین منٹ کے لئے مواجہ شریف میں رکھا گیا' پھر یہ جنازہ قدوم

Marfat.com

مبارک میں رکھا گیا' اس کے بعد باب جبریل سے باہر آیا' اژدحام کی وجہ سے بہت سے لوگ زخمی ہوگئے۔ نجدی حکومت میں اٹھنے والے اس جنازے کی شان تو ملاحظہ فرمائیں' بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا جارہا ہے' کچھ لوگ قصیدہ بردہ شریف پڑھ رہے ہیں' کچھ لوگ امام احمد رضا کا شہرہ آفاق سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ امام احمد رضا کی یہ والہانہ و عاشقانہ نظم پڑھ رہے ہیں۔

کعبہ کے بدر الدجی تم پر کروڑوں درود

اس طرح "صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کا نظارہ جان فزاء دلوں کو سرور اور آنکھوں کو نور بخش رہا ہے۔۔۔۔ یہ وہی نظم ہے جس کے لئے امام احمد رضا نے وصیت کی تھی کہ جنازہ کے ساتھ ساتھ پڑھی جائے اور پڑھی گئی۔۔۔۔ آج ۶۱ برس کے بعد پھر ایک جنازہ اٹھا ہے اور اس کی گونج سنائی دے رہی ہے۔۔۔۔ اس شان سے جنازہ اٹھا اور جنت البقیع میں جہاں نجدی حکومت کے آدمیوں کے سوا کوئی نہ جاسکتا تھا' سب جا رہے ہیں کہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آرہی ہے۔۔۔۔ جنت البقیع میں داخلے کی ساری پابندیاں اٹھا دی گئیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک سے دو گز کے فاصلے پر وہاں قبر شریف بنائی گئی جہاں سے گنبد خضراء صاف نظر آرہا تھا۔ اللہ اللہ وصال کے بعد بھی دید کی آرزو نہ گئی!

بے وہاں جائے بھلا ہم سے رہا جائے کہاں؟
دل سے اس بزم میں جانے کا مزا جائے کہاں؟

حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے ۱۰۷ سال کی عمر میں وصال فرمایا' اتنی طویل عمر عزیز دین کی خدمت کے لئے وقف فرمادی' لاکھوں انسان آپ کے روحانی اور علمی فیض سے مستفیض ہوئے' آپ ایک سیل رحمت تھے' جو ایک صدی تک بہتا رہا اور ایک عالم کو سیراب کرگیا۔

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی اولاد میں دو صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادے

Marfat.com

حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری مدنی مدظلہ العالی ہیں۔ موصوف پاکستان کی مشہور سیاسی اور دینی شخصیت ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ کے خسر ہیں۔ اس وقت عمر شریف تقریباً" ۶۴ سال ہوگی۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مدنی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا اور حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ نے بھی ۱۹۵۱ء میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آج کل آپ ہی حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے جانشین ہیں اور پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ اہل سنت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے خلفاء سعودی عرب' جنوبی افریقہ' پاکستان اور بھارت میں پچاس سے زیادہ ہیں۔۔۔۔ اور مریدین عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً" ترکی' شام' مصر' عراق' یمن' لیبیا' الجزائر' سوڈان' جنوبی افریقہ' بنگلہ دیش' پاکستان' بھارت' افغانستان' انگلستان وغیرہ وغیرہ

(۵)

ایسی عظیم ہستی کے حالات پر "انوار قطب مدینہ" لکھ کر محترم جناب خلیل احمد رانا صاحب نے اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا۔ انہوں نے محسن اہل سنت الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید لطفہ کی نگرانی میں اس اہم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور پھر مرکزی مجلس رضا' لاہور نے اس کو شائع کیا۔۔ **فجزاهم الله احسن الجزاء۔**

اکابر اٹھتے جاتے ہیں اور کوئی سوانح مرتب نہیں کی جاتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آنے والی نسل ان بلند پایہ ہستیوں سے بے خبر ہوتی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ محرومی کا شکار ہوکر بھٹکنے لگتی ہے۔۔ اعراس اور قبوں کی اہمیت اپنی جگہ مگر سب سے اہم کام یہ ہے کہ جانے والوں کے علمی اور عملی آثار کو محفوظ کیا جائے اور قوم کو زندہ رکھا جائے۔ جناب خلیل احمد رانا نے یہ کتاب پیش کر کے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا فرمایا ہے' وہ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں' مگر کام ابھی ختم نہیں ہوا' بلکہ ابھی تو آغاز ہوا ہے۔ ضرورت ہے کہ حضرت مدنی

Marfat.com

علیہ الرحمہ کی ایسی جامع سوانح مرتب کی جائے جو ان کی شایان شان ہو۔۔۔ کتاب "انوار قطب مدینہ" بھی بڑے سلیقے سے مرتب کی گئی ہے۔۔۔ ابتداء میں مدینہ منورہ اور حجاز میں رہنے والے مشائخ اہل سنت کا تعارف کرایا ہے' پھر علماء و مشائخ اور دانشوروں کے تاثرات بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے مورث اعلیٰ' اساتذہ اور مشائخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر آپ کی سیرت مبارک کی جھلکیاں دکھائی ہیں اور سفر آخرت کا ذکر کیا ہے۔ (اس باب کو کتاب کی روح کہنا چاہئے' راقم نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے)۔ سیرت کے بعد خلفاء کا ذکر ہے اور حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے اقوال' مکاشفات و تصرفات کا ذکر ہے۔ پھر قطعات تاریخ اور نوادرات پیش کئے ہیں' اس کے بعد تعزیتی پیغامات پھر مختلف حضرات کے ذاتی مشاہدات وغیرہ کا ذکر ہے' اس کے بعد مناقب اور رسائل و اخبارات کے تراشے دیئے گئے ہیں۔ آخر میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی کے خطبات اور متحدہ عرب امارات کے فیصلے دیئے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف پر ختم ہوتی ہے' ایک عاشق صادق کی سوانح ہے اس کو معشوق کے ذکر پر ہی ختم ہونا چاہئے۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ فاضل مولف جناب خلیل احمد رانا صاحب کو دارین میں سرفراز کرے کہ انہوں نے حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی یادوں کو محفوظ کر کے روح کو تازگی بخشی اور نوجوان نسل کے لئے ایک ایسی مشعل روشن کر دی جس سے وہ روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔۔۔

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

محررہ
۴ ستمبر ۱۹۸۸ء

احقر
محمد مسعود احمد
کراچی' سندھ

Marfat.com

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں

ازما رمیدہ بہ لحد آرا میدہ
خواب تو خوش کلفت یاراں نہ دیدہ

ان کے لئے آنکھیں روتی ہیں' ان کے لئے دل روتے ہیں' ان کے لئے زمین و آسمان روتے ہیں۔ بے شک عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ پیچھے مڑکر دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ قیامت گزر گئی' ہاں

دم لیا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقت سفر یاد آیا

اللہ اللہ! کیسے کیسے اکابر علمائے اہل سنت اٹھ گئے' صد حیف

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

ایک ایک کر کے جانے والے چلے گئے' ان کی یادیں دل کا داغ بن کر رہ گئیں اور ہاں ے

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ یادگار سلف اور افتخار خلف تھے۔ وہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے خانوادہ عالیہ کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے پردادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ' امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دادا تھے۔ رجب ۱۳۲۵ھ/اگست ۱۹۰۷ء میں آستانہ عالیہ رضویہ' بریلی میں ان کی ولادت ہوئی۔ شہرہ آفاق مدرسہ عالیہ رام پور اور دارالعلوم منظر اسلام' بریلی میں تعلیم حاصل کی اور وہیں سے انھوں نے درس نظامیہ سے فارغ ہوکر سند حاصل کی' ان کے اساتذہ میں

- ☆ امام احمد رضا خاں بریلوی
- ☆ مولانا حامد رضا خاں بریلوی
- ☆ مولانا امجد علی اعظمی......اور
- ☆ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

Marfat.com

جیسے اکابر علماء شامل تھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے آپ کو شرح جامی کا خطبہ پڑھایا تھا۔ یہی خطبہ مناظر اسلام، محدث کبیر مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمہ نے آپ سے پڑھا اور بہت سے علماء نے بھی پڑھا۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں مدرس ہوئے۔ اس دارالعلوم میں وہ نائب مہتمم اور مہتمم بھی رہے۔ اس کے علاوہ وہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الٰہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن بھی رہے۔ انہوں نے الٰہ آباد یونیورسٹی میں علوم شرقیہ کے امتحانات کا سلسلہ شروع کرایا۔ ۱۳۷۱ھ /۱۹۵۱ء میں وہ پاکستان تشریف لائے، کراچی رہے پھر ۱۳۷۲ھ /۱۹۶۲ء میں پیر جو گوٹھ (خیر پور، سندھ) چلے گئے جہاں ۱۹۵۲ء ہی میں جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا جس کے وہ پہلے شیخ الحدیث ہوئے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ سندھ کے مشہور بزرگ پیر پگاڑا نے بھی آپ سے علمی استفادہ کیا۔ وہ آپ کو بڑی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ نے ساٹھ سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اور ایک عالم کو سیراب کیا۔ حق یہ ہے کہ جس نے اتنے طویل عرصے دین کی خدمت کی اس نے دنیا و آخرت میں سب کچھ کما لیا اور ایک ایسی کھیتی لگا دی جو ہمیشہ ہمیشہ ہری بھری رہے گی اور اس کے ثمرات سے لوگ مستفید ہوتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ! حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں

- ☆ مولانا محمد خوشتر صدیقی...... ڈربن، جنوبی افریقہ
- ☆ مفتی رجب علی...... مفتی ریاست نان پارہ، بھارت
- ☆ مفتی اعجاز ولی خاں...... شیخ الحدیث، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

وغیرہ شامل ہیں۔ بکثرت تلامذہ پاک و ہند کے طول و عرض اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت تھے اور چاروں سلسلوں میں انہیں سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی بعض اجازات حاصل تھیں۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے فرزند معنوی تھے تو ان کے فرزند

Marfat.com

اکبر حضرت حجتہ الاسلام کے فرزند نسبتی (داماد)، خانوادہ امام احمد رضا سے یہ روحانی، علمی اور نسبی نسبتیں کچھ کم نہ تھیں۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے ملک میں چلنے والی مختلف تحریکوں میں حصہ لیا۔ چنانچہ انہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ وغیرہ میں بھرپور حصہ لیا۔ اور ۱۶-۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ہونے والی کل پاکستان سنی کانفرنس (منعقدہ ملتان) کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی واحد کانفرنس تھی۔ پاکستان کی تاریخ میں جس کی مثال نہیں ملتی۔ اہل سنت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس نے دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد تھا۔ وہ سچے عاشق رسول تھے۔ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء میں انہوں نے ہندوستان سے پہلا حج کیا۔ پھر ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں پاکستان سے دوسرا حج کیا۔ اس کے بعد ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں تیسرا حج کیا اور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء سے برابر بارہ سال تک رمضان المبارک میں عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ آپ نے بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف وغیرہ کی بھی زیارت کی۔۱

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد، خلفاء اور تلامذہ کا فقیر کے والد ماجد حضرت مفتی علامہ شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (شاہی امام و خطیب مسجد فتح پوری، دہلی) سے خاص تعلق اور انس تھا۔ اسی نسبت و محبت کی وجہ سے حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ متعدد بار حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے جیسا کہ وہ فقیر سے خود فرماتے تھے مگر فقیر ۱۹۷۳ء تک حضرت علامہ علیہ الرحمہ سے متعارف نہ تھا۔ البتہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ سے ۱۹۵۳ء تے تعارف تھا۔ وہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں شیخ الحدیث تھے۔ ان سے داتا

۱- یادگار سلف، مجلہ امام رضا کانفرنس، کراچی، شمارہ ۱۹۸۸ء

Marfat.com

دربار میں ملاقات ہوتی تھی...... اس زمانے میں فقیر حیدآباد' سندھ میں مقیم تھا' لاہور آنا جانا رہتا تھا......

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ سے پہلی ملاقات کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۷۳ء کے لگ بھگ فقیر کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے آثار علمیہ پر مشتمل حضرت علامہ محمد ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ کی تالیف "المجمل المعدد لتالیفات المجدد" کی سخت ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ ایک مطبوعہ پرانا نسخہ حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے پاس ہے۔ فقیر نے خط لکھا چند روز کے بعد غوب خانے پر ایک سادہ لباس بزرگ تشریف لائے۔ ایک گھنٹے تک مکان تلاش کرتے رہے' پسینہ پسینہ ہوگئے' ان بزرگ نے جب اپنا تعارف کرایا تو معلوم ہوا کہ یہی بزرگ حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں تھے۔ فقیر نادم و شرمسار ہوا کہ حضرت علامہ کتاب لے کر خود غوب خانے پر تشریف لائے اور فقیر کو سرفراز فرمایا...... یہ تھی ان کی بے مثال شفقت اور علم پروری......

حضرت علامہ علیہ الرحمہ سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد ملاقاتیں ہوتی رہیں' حضرت علامہ نے ازراہ کرم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے چالیس پچاس مطبوعہ رسائل بھی مستعار عنایت فرمائے اور ایک قدیم مطبوعہ نسخہ "دوامغ الحمید" کا بھی عطا فرمایا...... یہ نہایت اہم تاریخی اور سیاسی دستاویز ہے جس سے علمائے اہل سنت کی مساعی جمیلہ کی تفصیلات کا علم ہوتا ہے۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نہایت بے نفس انسان تھے۔ ایک مرتبہ بغداد شریف سے کراچی آئے' اخبار میں حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے عرس شریف کی خبر پڑھی جو اسی روز منعقد ہو رہا تھا' آرام باغ کی جامع مسجد میں اچانک آپ آتے ہوئے نظر آئے' فقیر کے پاس آکر بیٹھ گئے اور عرض کیا۔

"کہاں سے تشریف لا رہے ہیں!"

فرمایا:

"آج ہی آیا ہوں' اخبار میں عرس کی خبر پڑھی' حاضر ہو گیا"۔

Marfat.com

اللہ اللہ! یہ حضرات کیسے بے نفس اور مخلص تھے...... دعوت کے تکلف سے بے نیاز۔

انتقال سے ایک دو سال قبل بیمار ہوئے، ہسپتال میں داخل تھے، ایک نہایت نازک اور خطرناک آپریشن ہونے والا تھا۔ فقیر عیادت کے لئے حاضر ہوا تو بالکل مطمئن اور خوش خوش جیسے زندگی ان کی زندگی نہ تھی زندگی دینے والے کی تھی...... اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم زندگی مستعار کو اپنی سمجھ لیتے ہیں اسی لئے پریشان رہتے ہیں۔

حضرت علامہ کی طبیعت میں ظرافت تھی، ایک روز مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی میں تشریف لائے۔ فقیر بیٹھا ہوا تھا، حضرت علامہ گرمی کی وجہ سے پسینے میں نہا رہے تھے۔ فقیر سے فرمانے لگے:

"ماء اللحم نکل رہا ہے"......

ایک ملاقات میں فرمایا کہ پیر صاحب پگاڑا کے ساتھ مریدین کے ہاں دعوت کھانے نکلے۔ کھاتے کھاتے تھک گئے، اسی عالم میں جب ایک مرید کے ہاں کھانے پر بلایا گیا تو حضرت علامہ نے پیر صاحب سے معذرت کر دی۔ پیر صاحب نے فرمایا:

"صرف چمچہ چلا کر آجایئے"......

پیر صاحب پگاڑا ہر سال مریدین کو اپنا درشن کراتے ہیں، ایک مرتبہ درشن کا وقت آگیا اور پیر صاحب بغیر شیو بنائے جلدی میں درشن کے لئے آگئے...... حضرت علامہ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے مریدین کو پہلے ہی سمجھا دیا کہ پیر صاحب آئیں تو داڑھی کی مبارک دینا...... جوں ہی پیر صاحب سامنے آئے مریدین نے بیک زبان مبارک باد پیش کی، وہ حیران و پریشان...... دریافت فرمایا:

"کس بات کی مبارک باد دی جا رہی ہے"......

حضرت علامہ نے فرمایا:

"حضرت آپ نے داڑھی رکھی ہے اس کی مبارک باد دی جا رہی ہے

اس طرح حکمت سے پیر صاحب کے چہرے کو داڑھی سے سجایا...... حضرت علامہ بڑے مدبر اور متحمل مزاج تھے۔ ایک کرم فرما کی شادی میں تشریف لائے، فقیر بھی موجود تھا۔

Marfat.com

اژدھام کی وجہ سے صاحب خانہ عاجز ہو گئے اور تین بجے سہ پہر تک کھانا پیش نہ کیا جا سکا مگر حضرت علامہ نے کچھ نہ فرمایا بلکہ مجلس علماء میں اپنی خوش طبعی سے سب کے دل خوش کرتے رہے......

ایک علمی مجلس کے ایک بزرگ مجلس سے ناراض ہو گئے۔ حضرت علامہ نے بہت کوشش کی کہ معاملہ رفع دفع ہو جائے مگر وہ بزرگ راضی نہ ہوئے جس کا حضرت علامہ کو بڑا قلق تھا مگر ناگواری کا ایک لفظ بھی حضرت علامہ کی زبان سے نہ نکلا البتہ فقیر سے جب ذکر فرماتے بہت ہی افسوس کا اظہار فرماتے......

فرماتے:

"آپ کوشش کریں' فقیر نے بھی پوری پوری کوشش کی مگر خدا کو منظور نہ تھا' کامیابی نہ ہو سکی"۔

ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک رسالہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر بھی لکھا تھا جس کا عنوان تھا:

"اطائب التہانی فی مجدد الف ثانی" (۱۳۶۵ھ) ۲

آپ کے فضائل و خصائل کیا بیان کئے جائیں آپ بلند پایہ مفسر' محدث اور فقیہہ تھے۔ شہرت و ناموری اور صلہ و ستائش سے بے نیاز' خدمت دین میں سرشار' سادہ گفتار' سادہ لباس' شگفتہ مزاج' سراپا شفقت و کرم' علم دوست' محبت نواز' بے نفس و بے تکلف' سراپا اخلاص' مرنجاں مرنج' صاف دل و صاف گو...... کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے؟...... وہ صفات حسنہ کا ایک حسین گلدستہ تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا کبھی نہ اکتاتا' خوش رہتے اور خوش رکھتے' مصائب کو خندہ پیشانی سے سہنا کوئی ان سے سیکھے۔ ایسے عظیم انسان کا اٹھ جانا کوئی معمولی سانحہ نہ تھا ان کی جدائی ہر دل کا داغ بن کر رہ گئی۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وصال فرمایا ؎

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

۲۔ منتشر یادداشتیں' محررہ ۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء

Marfat.com

اناللہ وانا الیہ راجعون! دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی، آنکھیں اشکبار، دل فگار، نماز جنازہ جامع مسجد آرام باغ، کراچی میں حضرت علامہ مفتی وقار الدین صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ پھر دوسرے دن ۲۳ فروری کو پیر جو گوٹھ (خیرپور، سندھ) میں نماز جنازہ ہوئی۔ جہاں آپ نے اپنی زندگی کے آخری ۳۶ سال گزارے تھے۔ شہر میں سارا کاروبار اور دکانیں بند ہوگئیں۔ لوگ نماز جنازہ کے لئے امنڈ پڑے۔ نماز جنازہ حضرت علامہ مفتی محمد رحیم سکندری مدظلہ العالی نے پڑھائی اور جسد اطہر کو آخری آرام گاہ میں اتار دیا گیا۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات پر علماء و مشائخ کے علاوہ وزیراعظم پاکستان، وزراء اسمبلی کے ممبروں اور عمائدین نے تعزیتی بیانات جاری کئے۔ اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں مثلاً" اخبار جنگ، مشرق، نوائے وقت، امن، ڈان اور مارننگ نیوز وغیرہ۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ تو پہلے ہی وصال فرما چکی تھیں، بہن بھائیوں میں صرف دو بہنیں سوگوار ہیں، اولاد میں کوئی نہیں، ہاں ان کے بے شمار تلامذہ ان کی معنوی اولاد ہیں۔ ساٹھ سال کے طویل عرصے میں جن کی آپ تربیت فرماتے رہے حضرت علامہ علیہ الرحمہ باد بہاری کی طرح آئے، کلیاں چٹکیں، پھول کھلے، پھر وہ چلے گئے۔

نہ پیوستم دریں بستان سرا دل
زبند این و آں آزادہ رفتم
چو باد صبح گردیدم دمے چند
گلاں را آب و رنگ دادہ رفتم[3]

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ

۳۔ یادگار سلف، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، کراچی، شمارہ ۱۹۸۸ء

Marfat.com

Marfat.com

رضویات پر مصنف کی شاندار کتابیں

- امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام احمد رضا کی بارگاہ میں طارق سلطان پوری کا خراج عقیدت مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- سلام رضا پر طارق رضا کی تضمین ثانی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام احمد رضا محدث بریلوی اور فخر سادات سید محمد محدث کچھوچھوی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام احمد رضا محدث بریلوی اور احترام سادات مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام الوقت رضا بہ زبان طارق مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- رضویات میں علامہ شمس بریلوی کے انقلاب آفریں کارنامے مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان مطبوعہ مکتبۃ الاحباب لاہور۔
- امام احمد رضا محدث بریلوی کاملین کی نگاہ میں مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- اقلیم نعت کا بادشاہ مطبوعہ بزم عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاہور۔
- امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظر میں مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی۔
- امام احمد رضا کے رفیق خاص علامہ وصی احمد محدث سورتی مطبوعہ نشرح فاؤنڈیشن کراچی۔

Marfat.com

رضویات پر مصنف کی شاندار کتابیں

- امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام احمد رضا کی بارگاہ میں طارق سلطان پوری کا خراج عقیدت مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- سلام رضا پر طارق رضا کی تضمین ثانی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام احمد رضا محدث بریلوی اور فخر سادات سید محمد محدث کچھوچھوی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام احمد رضا محدث بریلوی اور احترام سادات مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- امام الوقت رضا بہ زبان طارق مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- رضویات میں علامہ شمس بریلوی کے انقلاب آفریں کارنامے مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان مطبوعہ مکتبۃ الاحباب لاہور۔
- امام احمد رضا محدث بریلوی کاملین کی نگاہ میں مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- اقلیم نعت کا بادشاہ مطبوعہ بزم عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لاہور۔
- امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظر میں مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی۔
- امام احمد رضا کے رفیق خاص علامہ وصی احمد محدث سورتی مطبوعہ نشرح فاؤنڈیشن کراچی۔

Marfat.com